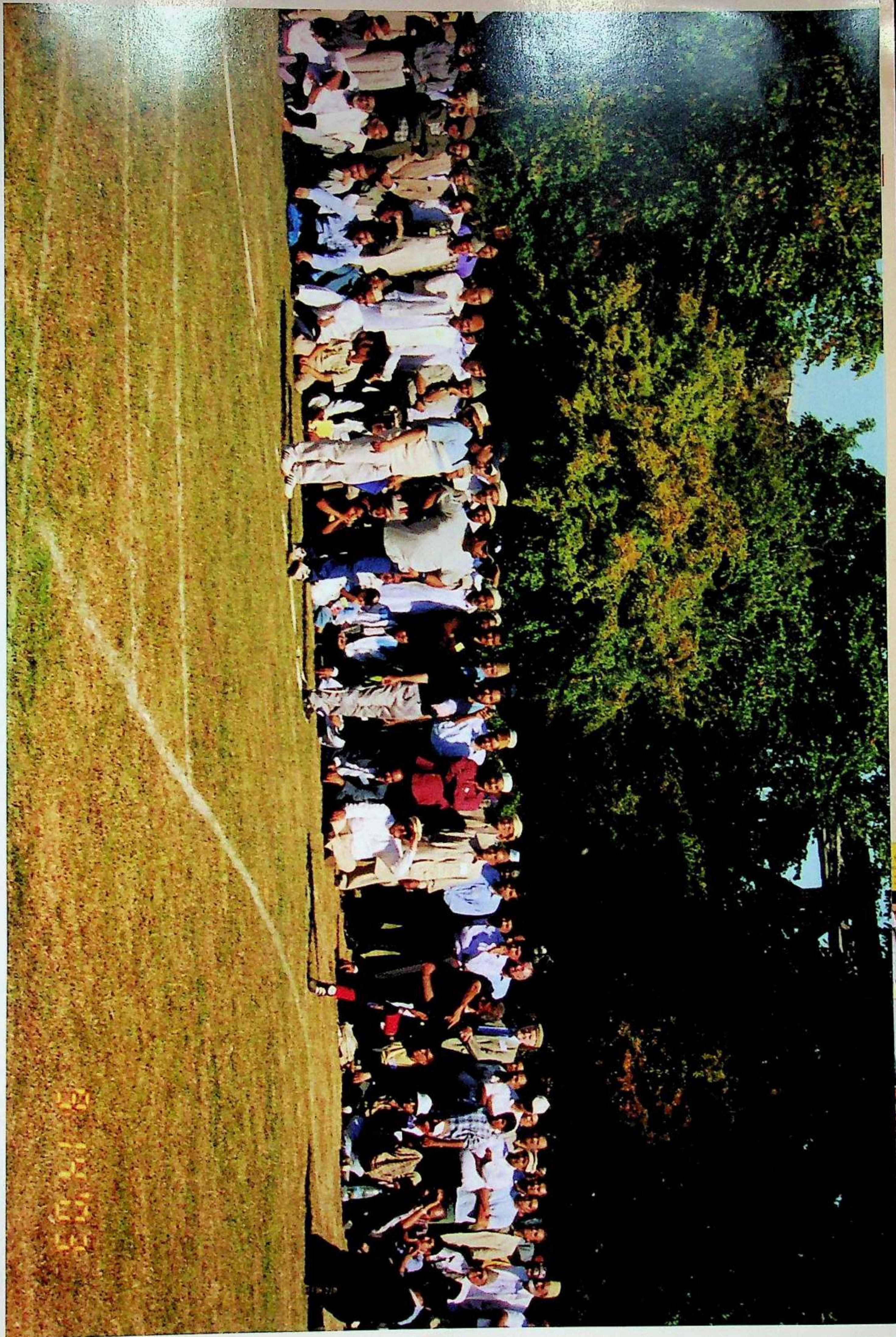
مجلس انصار اللہ برطانیہ کا علمی تعلیمی و تربیتی مجلہ

انصار الدین

ستمبر ۲۰۰۴ء امان ۱۳۸۳ھش شمارہ: ۳



انصارالدین

جلد۱　نمبر۴

اگست و ستمبر ۲۰۰۴ء

انصاراللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔

(انشاءاللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF

اداریہ:

ذیلی تنظیموں کا قیام سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک اہم ترین کارنامہ ہے۔ الٰہی تائید سے جماعت میں زندگی کی نئی روح پھونکنے کے لئے اور فعالیت کے اعلیٰ معیار کو قائم کرنے کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ان مجالس کے قیام کی ایک اہم غرض حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کی اعلیٰ تربیت اور اس کے نتیجہ میں تقویٰ کے بلند مقام پر قائم ہونا قرار دیا ہے۔ ذیلی تنظیموں میں شمولیت کو بھی لازمی قرار دیا گیا تا کہ جماعت کا ہر عمر کا طبقہ کسی نہ کسی تنظیم کے ساتھ منسلک رہے اور ان برکات سے فائدہ اٹھا سکے جو ان تنظیموں کے ساتھ وابستہ ہیں۔

اس روحانی نظام کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے اس بات کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے کہ ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کا انعقاد کیا جائے تا کہ ممبران کو اس بات کا زیادہ سے زیادہ موقعہ مل سکے کہ وہ ذکر الٰہی کی مجالس میں شریک ہوں اور اپنی روحانی و اخلاقی ترقیات کے لئے کوشش کر سکیں۔

ذیلی تنظیموں کے ان مرکزی اجتماعات کی اہمیت کا اندازہ اس طرح بھی لگایا جا سکتا ہے کہ وقت کی رعایت کے ساتھ خلفاء سلسلہ بنفس نفیس شریک ہوتے رہے ہیں اور اپنے روح پرور خطابات سے نوازتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال ستمبر کے مہینہ میں مجلس انصاراللہ یو کے کا سالانہ اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ امسال یہ اجتماع 24 تا 26 ستمبر 2004ء کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اجتماع کی افادیت کے پیش نظر انصار بھائیوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس اجتماع میں شریک ہوں۔

ایک حدیث کے مطابق ایسے اجتماعات جن میں ذکر الٰہی کیا جائے وہاں فرشتے سایہ فگن رہتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ مجالس میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کو یاد کریں تو ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے فرشتوں میں کرتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ذکرِ الٰہی کی مجالس کو تلاش کرتے ہیں اور وہاں بیٹھ جاتے ہیں یہاں تک کہ ان کے پروں سے زمین سے لے کر آسمان تک جگہ بھر جاتی ہے۔ جب لوگ ان مجلسوں سے جدا ہو جاتے ہیں تو وہ فرشتے خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور پروردگار عزّ وجل ان سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں اور وہ تیری تسبیح کر رہے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تجھ سے کچھ مانگتے ہیں۔ پروردگار فرماتا ہے کہ مجھ سے وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ پروردگار فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں انہوں نے تو جنت کو نہیں دیکھا اے ہمارے مالک۔ پروردگار فرماتا ہے اگر میری جنت کو دیکھتے تو کیا حال ہوتا ان کا!۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تیری پناہ مانگتے ہیں۔ پروردگار فرماتا ہے کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں تیری آگ سے اے ہمارے مالک۔ پروردگار فرماتا ہے کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ میری آگ کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا!۔ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تیری بخشش چاہتے ہیں۔ پروردگار فرماتا ہے کہ میں نے انہیں بخش دیا اور جو وہ مانگتے ہیں وہ انہیں دیا۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک! ان لوگوں میں ایک فلاں بندہ بھی تھا جو گنہگار ہے، وہ ادھر سے گزرا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پروردگار فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا، وہ لوگ ایسے ہیں کہ جن کا ساتھی بدنصیب نہیں ہوتا۔ (مسلم)

پس ہر ناصر سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کے لئے اجتماع میں شمولیت کی بھرپور کوشش کرے گا۔

درس القرآن

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَاماً .اِنَّھَا سَآءَ تْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَاماً

(الفرقان 67-66)

اور وہ (یعنی رحمٰن کے بندے) کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہم سے جہنم کا عذاب ٹلا دے۔ اس کا عذاب ایک بہت بڑی تباہی ہے۔ وہ (دوزخ) عارضی ٹھکانہ کے طور پر بھی بُری ہے اور مستقل ٹھکانہ کے طور پر بھی (بُری ہے)۔

اس آیت میں عباد الرحمٰن کی ایک علامت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! جہنم کے عذاب کو ہم سے دور رکھ۔ کیونکہ اس کا عذاب ایک بہت بڑی تباہی ہے اور جہنم بہت بُرا ٹھکانہ ہے خواہ وہ عارضی وقت کے لئے ہو یا مستقل طور پر۔

اس جگہ گو اخروی جہنم بھی مراد ہے جس سے ہر سچا مومن اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہے مگر دنیوی نقطہ نگاہ سے ہر امر جو انسان کے لئے دکھ اور تکلیف کا موجب ہو اور جس سے اس کی جان و مال یا عزت اور آبرو کو خطرہ ہو اور جو اسے قوم اور ملک کی نظروں میں گرانے اور ذلیل کرنے والا ہو وہ بھی اس کے لئے جہنم کا ہی رنگ رکھتا ہے۔ جہنم کے لفظ کا اطلاق ہر ایسی چیز پر ہو سکتا ہے جس کی طرف انسان پہلے تو بڑے شوق اور حرص کے ساتھ بڑھے مگر اس کے قریب پہنچے تو اس کا منہ بگڑ جائے اور وہ گھبرانے لگ جائے۔ یعنی پہلے تو بدیوں کی طرف رغبت کرتا ہے مگر جب ان کا انجام سامنے آتا ہے تو پھر اسے غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ ان معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس آیت میں عباد الرحمٰن کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ وہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ الٰہی ہمیں ہر ایسے کام سے بچائیو جو ہمیں دنیا و آخرت میں ذلیل کرنے والا ہو۔ تو ہمیں افلاس اور تنگدستی کے جہنم سے بچا، ہمیں کم علمی اور جہالت کے جہنم سے بچا۔ ہمیں بداخلاقی اور عیاشی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں دنیاداری اور ہوس پرستی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں اپنی آئندہ نسلوں کی خرابی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں کفر اور شیطنت کے جہنم سے بچا، ہمیں لامذہبیت اور اباحت کے جہنم سے بچا۔ ہمیں اپنی محبت اور رضا سے دوری کے جہنم سے بچا۔ ہمیں منافقت اور بے ایمانی کے جہنم سے بچا، ہمیں خودسری اور جھوٹ اور ظلم اور تعدی کے جہنم سے بچا کیونکہ یہ برائیاں خواہ عارضی طور پر پیدا ہوں یا مستقل طور پر بہر حال ان کا پیدا ہونا ہمارے لئے تباہی اور رسوائی کا باعث ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مستقل طور پر ان خرابیوں کا پیدا ہونا تو الگ رہا ہم میں عارضی طور پر بھی یہ خرابیاں نہ پیدا ہوں اور ہمیشہ صراطِ مستقیم پر قائم رہیں۔

ان معنوں کے علاوہ اس میں اخروی جہنم کے عذاب سے بھی بچنے کی دعا سکھلائی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ جہنم عارضی رہائش کے لحاظ سے بھی بہت برا ٹھکانہ ہے اور مستقل رہائش کے لحاظ سے بھی بہت برا ٹھکانہ ہے۔

یہ ایک بہت جامع دعا ہے جو دنیا اور آخرت کی تمام تکالیف اور عذابوں سے بچنے کے لئے سکھلائی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ باوجود اس کے کہ انہیں دنیا پر غلبہ حاصل ہوتا ہے پھر بھی قومی تنزل کا خوف ہر وقت انہیں آستانۂ ایزدی پر جھکائے رکھتا ہے اور وہ رات دن دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ الٰہی ہم میں اور ہماری آئندہ نسلوں میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہونے دینا تاکہ ہم تیری جنت کے وارث بن سکیں۔ اگر مسلمان اپنے غلبہ کے اوقات میں اس قرآنی دعا کو ہمیشہ یاد رکھتے اور ہر کامیابی کے حصول پر قومی تنزل کے خطرات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تو اللہ تعالیٰ ان پر دائمی طور پر اپنا فضل رکھتا اور ہمیشہ ان کا قدم ترقی کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتا رہتا۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم ہر وقت اور ہر حال میں اس دعا کو یاد رکھیں تاکہ خدا تعالیٰ کا فضل ہمیشہ ہمیں دنیا و آخرت میں ہر قسم کے عذاب سے بچائے رکھے۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی عبیدة بن عبدالله عن ابیه قال قال رسول الله صلیَّ الله علیه وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب له.
(ابن ماجہ)

ابو عبیدہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

توبہ کا فلسفہ نہ صرف انسان کی روحانیت بلکہ اس کے اخلاق پر بھی نہایت گہرا اثر رکھتا ہے۔ توبہ کے ذریعہ انسان خدا کی طرف سے پُر امید رہتا ہے اور اپنے اخلاق میں زیادہ بلندی اختیار کر سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ اسلام کے سوا اکثر مذاہب نے انسان پر توبہ کا دروازہ بند قرار دے کر اس کے اندر ایک طرف خدا کے متعلق بدگمانی اور دوسری طرف مایوسی اور اخلاقی پستی کا دروازہ کھولا ہے۔ چنانچہ مسیحیت نے توبہ کا دروازہ بند کر کے ایک سراسر مصنوعی اور غیر فطری عقیدہ یعنی کفارہ میں پناہ لی ہے۔ ہندو مذہب نے اپنے متبعین کو اواگون یعنی تناسخ کی دلدل میں پھنسا رکھا ہے۔ حالانکہ توبہ کا مسئلہ ایک بالکل فطری مسئلہ ہے جس کے بغیر نہ تو انسان کی روحانیت مکمل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے اخلاق کمال حاصل کر سکتے ہیں۔

پھر تعجب یہ ہے کہ توبہ کا دروازہ بند کرنے والے مذاہب اس دنیا کے خالق و مالک خدا میں وہ اچھے اخلاق بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں جو ایک نیک انسان میں قابلِ تعریف سمجھے جاتے ہیں۔ ایک شریف انسان ہر روز اپنے بچوں اور اپنے دوستوں اور اپنے ماتحتوں اور اپنے نوکروں کی غلطیاں معاف کرتا ہے اور اس کے اس فعل کو قابلِ تعریف سمجھا جاتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ خدا کے لئے اس کریمانہ فعل کو ناجائز خیال کیا گیا ہے اور یہ ضروری سمجھا جاتا ہے جب کوئی انسان کوئی گناہ کرے تو پھر خواہ اس کے بعد وہ کیسا ہی نادم اور تائب ہو خدا کو اسے کچل کر رکھ دینا چاہئے۔ اسلام اس گندے نظریہ کو دور سے ہی دھکے دیتا ہے اور ہر سچے توبہ کنندہ کے لئے خدائی مغفرت اور رحمت کا دروازہ کھولتا ہے۔ اس طرح خالق و مخلوق کے درمیان ایک طرف شفقت و رحمت کی اور دوسری طرف سے انابت و امتنان کی ایک ایسی نہر جاری کر دیتا ہے جو خدا کی خدائی اور بندے کی بندگی کے شایان شایان ہے۔ ظاہر ہے انسان کمزور ہے اور بسا اوقات وقتی اثرات کے ماتحت لغزش کھا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں یہ کتنا ظلم ہے کہ اگر وہ بعد میں سچے دل سے نادم اور تائب ہو تو پھر بھی اسے کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جائے۔

یہ خیال کرنا کہ توبہ قبول کرنے سے گناہ پر جرأت پیدا ہوتی ہے بالکل موہوم اور باطل خیال ہے۔ سچی توبہ تو انسان کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے نہ کہ گناہ پر دلیر کرنے کا موجب۔ کیونکہ اسلام نے سچی توبہ کے لئے ایسی شرطیں لگا دی ہیں جو توبہ کو ایک بھاری انقلاب اور حقیقی قلب ماہیت کا رنگ دے دیتی ہیں اور جیسا کہ قرآن شریف اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے یہ شرطیں تین ہیں۔

(۱) یہ کہ توبہ کرنے والا اپنی غلطی اور گناہ پر سچے دل سے ندامت محسوس کرے اور صمیم قلب سے معافی اور مغفرت کا طلب گار ہو

(۲) یہ کہ آئندہ کے لئے اس غلطی اور گناہ سے مجتنب رہنے کا عہد کرے اور اس کے لئے خدا سے توفیق مانگے۔

(۳) یہ کہ اگر اس غلطی اور گناہ کی عملی تلافی ممکن ہے تو اس کی تلافی کرے۔ مثلاً اگر اس نے کسی شخص کا مال غصب کیا ہوا ہے تو اسے واپس کرے یا کسی کا حق دبایا ہوا ہے تو اسے بحال کرے۔

ان شرائط کے ساتھ کون عقلمند انسان توبہ کو قابلِ اعتراض خیال کر سکتا ہے؟ حق یہ ہے کہ سچی توبہ ایک موت ہے جو انسان کو نئی زندگی بخشتی اور خدا کی رحمت اور شفقت اور مغفرت کا رستہ کھولتی ہے اور یہ صرف اسلام ہی ہے جو انسان کے لئے سچی توبہ کا دروازہ کھولتا ہے۔

کلام الامام

"اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو

تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے .... سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت میں شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی امر مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا، سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔

تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ نیک عمل دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔"

(روحانی خزائن جلد 19 کشتی نوح صفحہ 15 اور 17)

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بکوشید اے جواناں تابہ دیں قوّت شود پیدا بہار و رونق اندر روضئہ ملّت شود پیدا
اے جوانو! کوشش کرو کہ دین میں قوت پیدا ہو اور ملت اسلام کے باغ میں بہار اور رونق آئے

اگر یاراں کنوں بر غربتِ اسلام رحم آید باصحابِ نبی نزدِ خدا نسبت شود پیدا
اے دوستو! اگر اب تم اسلام کی غربت پر رحم کرو تو خدا کے ہاں تمہیں آنحضرت ﷺ کے صحابہ سے مناسبت پیدا ہو جائے

نفاق و اختلافِ نا شناساں از میاں خیزد کمالِ اتفاق و خلت و الفت شود پیدا
نااہل لوگوں کا آپس کا اختلاف اور نفاق دور ہو جائے اور کمال درجہ کا اتفاق، دوستی اور محبت پیدا ہو جائے

بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہِ ربّانی زبہرِ ناصرانِ دینِ حق نصرت شود پیدا
کوشش کے لئے حرکت میں آؤ کہ خدا کی درگاہ سے مددگارانِ اسلام کے لئے ضرور نصرت ظاہر ہو گی

اگر امروز فکر عزّتِ دیں در شما جوشد شما را نزدِ اللّٰہ رتبت و عزت شود پیدا
اگر آج دین کی عزت کا خیال تمہارے دل میں جوش مارے تو خدا کی قسم خود تمہارے لئے بھی عزت و مرتبت پیدا ہو جائے

اگر دستِ عطا در نصرتِ اسلام بکشائید ہم از بہرِ شما ناگہ یدِ قدرت شود پیدا
اگر اسلام کی تائید میں تم اپنا سخاوت کا ہاتھ کھول دو تو فوراً تمہارے اپنے لئے بھی خدائی قدرت کا ہاتھ نمودار ہو جائے

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمی گردد خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا
اسکی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا، اگر ہمت پیدا ہو جائے تو خدا خود ہی مددگار بن جاتا ہے

دوروزِ عمرِ خود در کارِ دیں کوشید اے یاراں کہ آخر ساعتِ رحلت بصد حسرت شود پیدا
اے دوستو! اپنی عمر کے دو دن دین کے کام میں گزارو کہ آخر کار مرنے کی گھڑی سینکڑوں حسرتیں لے کر آجائے گی

امیدِ دیں روا گرداں امید تو روا گردو زصد نومیدی و یاس و الم رحمت شود پیدا
تو دین کی امید پوری کر تاکہ تیری امیدیں پوری ہوں، سینکڑوں ناامیدیوں، یاس اور غم کے بعد رحمت پیدا ہو جائیگی

در انصارِ نبی بنگر کہ چُوں شد کار تا دانی کہ از تائیدِ دیں سر چشمئہ دولت شود پیدا
آنحضرت ﷺ کے انصار کی طرف دیکھ کہ کس طرح انہوں نے کام کیا تا کہ تجھے پتہ لگے کہ دین کی مدد کرنے سے دولت کا منبع پیدا ہو جاتا ہے

بجو از جان و دل تا خدمتے از دستِ تو آید بقائے جاوداں یابی گر ایں شربت شود پیدا
دل و جان سے کوشش کر تا کہ تیرے ہاتھوں سے کوئی خدمتِ اسلام ہو جائے، اگر یہ شربت پیدا ہو جائے تو تُو بقائے دوام حاصل کر لے گا

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا
اے بھائی! مفت میں تجھے نصرت کا یہ بدلہ دے رہے ہیں ورنہ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا

ہمی بینم کہ دادارِ قدیر و پاک می خواہد کہ باز آں قوّتِ اسلام و آں شوکت شود پیدا
میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ قادر و قدوس خدا کا منشاء یہ ہے کہ اسلام کی وہ قوت اور وہ شوکت پھر پیدا ہو جائے

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است بلائے اوبگرداں گر گہے آفت شود پیدا
اے خداوند کریم سینکڑوں مہربانیاں اس شخص پر کر جو دین کا مددگار ہے، اگر کبھی آفت آئے تو اس کی مصیبت کو ٹال دے

چناں خوش دار اورا اے خدائے قادرِ مطلق کہ در ہر کاروبار و حال او جنت شود پیدا
اے خداوند، قادرِ مطلق اسے ایسا خوش رکھ کہ اس کی حالت اور سب کاروبار میں ایک جنت پیدا ہو جائے (آئینہ کمالات اسلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق الٰہی

(ش۔ا۔ شامی)

آنحضرت ﷺ کے دل میں بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت رچ بس چکی تھی کہ آپؐ کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا اور جاگنا، چلنا اور پھرنا اللہ تعالیٰ کی محبت میں بسر ہوتا تھا۔ آپؐ کا اوڑھنا اور بچھونا خدا تعالیٰ کی محبت تھی۔ جوانی میں جب تمناؤں کا ہجوم ہوتا ہے اور مختلف قسم کی خواہشات انسان کو گھیر لیتی ہیں اس وقت بھی آپؐ دنیا کی کشش سے بے رغبت ہو کر مکہ سے دور ایک پہاڑ کی غار میں تشریف لے جاتے اور اپنے اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور بعض دفعہ کئی کئی روز کا کھانا ساتھ لے جاتے اور اپنے محبوب کے عشق میں مخمور اس کی عبادت میں مشغول رہتے۔ بعض دفعہ حضرت خدیجہؓ بھی آپ کے ساتھ تشریف لے جاتیں۔ دین ابراھیمی اور عربوں کے دستور کے مطابق سال میں ایک دفعہ ایک ماہ کا اعتکاف فرماتے۔ یہ وہی وقت تھا جسے قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ و وجدك ضالاً فهدى (سورۃ ضحیٰ:8) یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی تلاش میں سرگرداں و حیران پایا پس اس نے تجھ کو اپنی طرف آنے کا راستہ بتادیا۔ آپؐ عمر کے چالیسویں سال میں تھے کہ رمضان کے مہینہ میں غار حرا میں اعتکاف فرما تھے کہ حضرت جبریلؑ پہلی وحی کے ساتھ آپؐ پر ظاہر ہوئے۔

نبوت کے مقام پر فائز ہونے سے قبل آپؐ بے حد خلوت پسند تھے اور مکہ کے لوگوں کے لئے حیرت کی بات تھی کہ آپؐ ان کی عیش و عشرت کی محفلوں کو چھوڑ کر تنہائی میں چلے جاتے ہیں مگر طلوع آفتاب رسالت کے بعد مکہ کے لوگوں نے ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھا کہ آپؐ کی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کا اظہار ایک اور ہی رنگ اختیار کر گیا۔ آپؐ کی نمازیں، عبادات، ذکر الٰہی اور دعائیں خدا تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہو گئیں اور مکہ کے لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ کہ محمد تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ آپؐ اپنے رب کے سب سے زیادہ اور سب سے سچے عاشق تھے حتیٰ کہ خود خدا تعالیٰ نے گواہی دی کہ اے نبی تو کہہ دے میری نماز، میری قربانیاں، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہی ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ (سورۃ الانعام 164-163) گویا آپؐ کی ساری زندگی اور ہر کام اور ہر فعل اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کے لئے وقف تھا اور آپؐ سرتاپا اس آیت کریمہ کے مصداق تھے۔ دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں یا قرآن کریم میں کسی نبی کے لئے ایسا مقام حمد بیان نہیں ہوا۔

نمازوں کی فرضیت سے لے کر زندگی کے آخری لمحوں تک آپ نے قیام نماز کے حکم کو اس طرح ادا کیا کہ دنیا کی کوئی مشکل اور پریشانی اور تکلیف اس فرض کے راستہ میں رکاوٹ نہیں بن سکی۔ عمر بھر عسر و یسر میں امن اور جنگ کے حالات میں، سفر و حضر میں اور بیماری میں برابر اس حکم پر قائم رہے اور کبھی معمولی سی بھی کوتاہی نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت زندگی کی ہر کیفیت پر غالب تھی اور اس کا اظہار آپؐ نے یوں فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ ابتداء میں نماز گھر میں پڑھ لیتے تھے جس میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت علیؓ بھی آپؐ کا ساتھ دیتے تھے۔ دعویٰ نبوت کے بعد کفارِ مکہ نے آپؐ کو نماز سے روکنے کی بہت کوشش کی اور مختلف قسم کی تکالیف بھی دیں مگر کوئی بھی آپ کو اپنے استقلال سے نہ ہٹا سکا۔ ایک دفعہ ایک بدبخت نے اونٹنی کی بچہ دانی کا بھاری بوجھ آپؐ پر سجدہ کی حالت میں ڈال دیا جس سے آپؐ کے لئے اٹھنا مشکل ہو گیا۔ ایک دفعہ ایک نہایت شقی القلب انسان نے نماز کے دوران آپؐ کے گلے میں کپڑا ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کی جس سے سانس لینا دشوار ہو گیا حضرت ابوبکرؓ نے اس ظالم کو دھکا دے کر ہٹایا۔ اس قسم کی کئی تکالیف دی گئیں مگر وہ آپؐ کو اپنے رب کی عبادت سے نہ روک سکے۔

بیماری کے ایام میں بھی نماز کو ضائع نہیں ہونے دیا۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ گھوڑے سے گر جانے کی وجہ سے جسم کا دایاں پہلو زخمی ہو گیا کہ کھڑے ہو کر نماز ادا نہ کر سکتے تھے۔ مشکل سے مسجد میں تشریف لائے اور بیٹھ کر نماز پڑھائی اور پسند نہ فرمایا کہ نماز میں ناغہ ہو۔ آنحضرت ﷺ سفر کی حالت میں نمازوں کے قیام کا خاص خیال فرمایا کرتے تھے۔ نفل نماز کے لئے جدھر سواری کا رخ ہوتا اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے مگر فرض نمازوں کے لئے قافلہ کو روک کر باجماعت نماز ادا فرماتے۔ جنگ کے ہنگامی حالات میں بھی عبادت کا شوق غالب رہتا اور نمازوں کی حفاظت کا خاص خیال رکھتے۔ غزوہ بدر کا واقعہ مشہور ہے کہ جنگ سے قبل آپؐ نے نماز میں بہت گریہ وزاری کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ اے میرے خدا! اپنے وعدوں کو پورا کر۔ اے میرے مالک! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت آج اس میدان میں ہلاک ہو گئی تو دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ آپؐ سجدے میں گڑگڑا کر دعا کرتے رہے یاحیّ یاقیوم، یاحیّ یاقیوم اے میرے زندہ خدا! اے میرے زندگی بخش آقا! اللہ تعالیٰ کے حضور آپؐ کی یہ گریہ وزاری مقبول ہوئی اور آپؐ نے دعاؤں سے جنگ شروع ہونے سے قبل ہی جیت حاصل کر لی۔ اسی طرح جنگ احد کے موقعہ پر جب آپؐ شدید زخمی ہو گئے تھے اور رخسارِ مبارک میں خود کی کڑیاں دھنس گئی تھیں اور بہت سا خون بہہ جانے سے شدید کمزوری غالب تھی اس کے علاوہ اپنے جانثار صحابہ کی شہادت کا غم بھی نڈھال کر رہا تھا مگر اس روز بھی حضرت بلالؓ کی اذان کے بعد آپؐ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے اور اسی طرح نماز پڑھائی جیسے پہلے

پڑھاتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جنگوں کی خوفناک اور پُر خطر حالت میں بھی آپؑ اپنے رب کی یاد سے غافل نہیں ہوئے بلکہ ایک حصہ لشکر دشمن کے مقابل پر رہا کرتا اور دوسرا آپؑ کے ساتھ نماز میں شامل ہوتا اور پھر پہلا حصہ آپؑ کی اقتداء میں نماز ادا کرتا۔

آخری بیماری میں رسول کریم ﷺ جب شدید بخار میں مبتلا تھے تو اس وقت بھی نماز کی فکر لاحق تھی بار بار پوچھتے تھے کہ کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟۔ بخار کی تپش کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ میرے اوپر پانی ڈالو۔ ایسا تین دفعہ ہوا مگر کمزوری کے باعث نماز کے لئے تشریف نہ لے جاسکے۔ بار بار پوچھتے رہے کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ جب بخار کی شدت کم ہوئی تو شدید کمزوری اور نقاہت کے باوجود دو صحابہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ وفات والے دن آپؑ نے اپنے حجرہ کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو صحابہ عبادت میں مصروف تھے۔ اپنے غلاموں کو نماز پڑھتے دیکھ کر خوشی سے آپؑ کھل اٹھے کہ آپؑ کے تربیت یافتہ غلام اپنے ربّ کی عبادت میں مگن ہیں۔

فرض نمازوں کے علاوہ اپنے رب کا قرب حاصل کرنے کے لئے نوافل بھی خاص رغبت و شوق سے ادا فرماتے تھے۔ بعض دفعہ اتنی دیر تک نماز پڑھتے کہ کھڑے کھڑے پاؤں سوج جاتے اور جب عرض کی جاتی کہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو فرماتے کہ "کیا میں اپنے ربّ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں!"۔ بعض خوش نصیب صحابہ کو آپؑ کے ساتھ رات کو نوافل پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی مگر جوان ہونے کے باوجود انہیں اتنی طویل نماز پڑھنا مشکل لگا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ بھی آپؑ کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوئے مگر انہیں اس قدر تکلیف ہوئی کہ انہوں نے نماز چھوڑ کر بھاگ جانے کا سوچا کہ ان کے لئے اس قدر کھڑا رہنا ان کی طاقت سے باہر تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ حالانکہ عمر میں جوان تھے مگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ آنحضرت ﷺ میں اس قدر زیادہ تھا کہ ساری ساری رات عبادت میں گزار دینا آپؑ کے لئے عین راحت تھا۔ پس یہ امر آپؑ کے قلب مطہر کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے کہ آپؑ کے دل میں اپنے آقا و مولا کی محبت کس قدر جاگزیں تھی۔

اللہ تعالیٰ کی محبت آپؑ کے لئے ہر چیز پر غالب تھی اور کسی دوسری محبت کا رشتہ اس راہ میں حائل نہ ہو سکا۔ ایک دفعہ سردیوں کی رات میں آپؑ کی باری حضرت عائشہؓ کے ہاں تھی جو آپ کی محبوب ترین زوجہ محترمہ تھیں۔ بستر میں تشریف لے جانے کے بعد آپؑ نے ان سے اجازت چاہی کہ اگر ان کی اجازت ہو تو وہ رات اپنے رب کی عبادت میں گذار دیں۔ حضرت عائشہؓ نے بخوشی اجازت دے دی تو آپؑ نے ساری رات اپنے مولا کی یاد میں گذار دی۔ اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ آپ بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سجدے کی حالت میں یہ دعا پڑھ رہے تھے

سَجَدَلَكَ سِوَادِیْ وَ خِيَالِی وَ آمَنَ لِكَ فُؤَادِیْ رَبِّ هٰذِهٖ يَدَایَ وَ مَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِیْ يَا عَظِيْمًا يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ اِغْفِرِالذَّنْبَ الْعَظِيْم۔ اے اللہ تیرے لئے میرے جسم و جاں سجدے میں ہیں۔ میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اے میرے رب! یہ میرے دونوں ہاتھ تیرے سامنے پھیلے ہیں اور جو کچھ میں نے ان کے ساتھ اپنی جان پر ظلم کیا وہ بھی تیرے سامنے ہے۔ اے عظیم! جس سے ہر عظیم بات کی امید کی جاتی ہے۔ عظیم گناہوں کو تو بخش دے۔ پھر فرمایا "اے عائشہ! جبریل نے مجھے یہ الفاظ پڑھنے کے لئے کہا ہے تم بھی اپنے سجدوں میں یہ پڑھا کرو۔ جو شخص یہ کلمات پڑھے سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے بخشا جاتا ہے۔"

قرآن کی تلاوت بھی آپؑ کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا ایک اہم حصہ تھا اور ایک خاص شغف اور لگن کے ساتھ تلاوت کلام پاک کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ رات کے وقت نماز میں بہت وجد کے عالم میں ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے اور سورہ بقرہ، آل عمران اور سورہ نساء کی تلاوت کرتے اور جس مقام پر عذاب اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا ذکر آتا وہاں خدا تعالیٰ سے ناراضگی سے بچنے اور عذاب سے پناہ مانگتے۔ اسی طرح جہاں خدا تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کا ذکر ہوتا وہاں اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کے طلبگار ہوتے۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ باوجود بیماری اور نقاہت کے رسول اللہ ﷺ نے نماز تہجد میں طویل سورتوں کی تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے قرآن سن کر آپؑ پر رقت طاری ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر آپؑ کی روح کی غذا تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت آپؑ کے دل و دماغ کے ذرے ذرے میں اور جسم و جاں کے ریشے ریشے میں اس طرح سرائت کر چکی تھی کہ آپؑ نے اپنا وجود اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھو دیا تھا اور فنا فی اللہ کے اس مقام پر فائز تھے جہاں انسان اپنا وجود مکمل طور پر فراموش کر بیٹھتا ہے۔ ہر آن آپؑ خدا تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ ہر آن ایسا محسوس ہوتا ہوگا کہ خدا تعالیٰ آپؑ کے سامنے موجود ہے اور آپؑ ہر لحظہ اور ہر آن اپنے رب سے مخاطب رہتے تھے۔ خلوت ہو یا جلوت، رات ہو یا دن، کسی کام میں مشغول ہوں یا عالم خواب میں ہوں آپؑ کبھی بھی اپنے رب کی یاد سے غافل نہیں ہوئے۔ اپنی اس حالت کو آپؑ نے ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا کہ جب میری آنکھیں سو جاتی ہیں تو بھی دل نہیں سوتا اور اللہ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔

آپؑ ہر کام شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے اور ہر کام کے بعد اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے۔ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو دعا پڑھتے: "اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر قسم کی ناپاک چیزوں اور ناپاک کاموں اور باتوں سے"۔ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا کرتے "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھ

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ڈاکٹر قمر الدین امینی)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اَصْحَابِی کَالنَّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ (مشکوۃ) یعنی میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ یہ مضمون آنحضرت ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابیؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے متعلق ہے جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں یعنی ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں صادق و مصدوق ﷺ کی زبان مبارک سے اس دنیا میں جنت کی بشارت عطا ہوئی۔

چونکہ آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا تعلق بنوزہرۃ سے تھا اور حضرت سعدؓ کا شجرہ نسب عبد مناف بن زہرۃ پر حضرت آمنہ کے ساتھ اکٹھا ہوتا تھا اس لئے آنحضرت ﷺ انہیں ماموں کہتے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ سعدؓ کو آتے دیکھا تو فرمایا یہ ہیں میرے ماموں! کیا کسی کا ماموں ایسا ہے؟

حضرت سعدؓ پہلے سات اسلام قبول کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ مسلم میں ان سے روایت ہے کہ وہ تیسرے شخص تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ ان کو علم نہ تھا کہ کون کون اسلام لے آیا ہے۔ ان کی بیٹی عائشہ ان سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے ابا نے بتلایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تاریکی میں ہوں اور مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ چاند طلوع ہوا اور میں اس کی جانب چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے زید بن حارثہؓ، علی بن طالبؓ اور ابو بکرؓ چاند کی طرف جا رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کب پہنچے تو انہوں نے جواب دیا ابھی ابھی پہنچے ہیں۔ سعدؓ کہتے ہیں مجھے یہ خبر مل چکی تھی کہ رسول خدا ﷺ مخفی طور پر لوگوں کو اسلام کی طرف بلا رہے ہیں چنانچہ میں شعب اجیاد میں آکر آپ کو ملا۔ آپؐ عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے کہ میں پہنچ گیا اور مسلمان ہو گیا۔

حضرت سعدؓ مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کے درمیان اخوت قائم فرمائی۔ حضرت سعدؓ نے اسلام قبول کیا تو ان کی والدہ حمنہ آڑے آئیں اور انہوں نے کھانا پینا ترک کر دیا اور کہا کہ جب تک اسلام نہ چھوڑو گے کھانا نہ کھاؤں گی۔ جب ان کی بھوک ہڑتال پر چوبیس گھنٹے گذر گئے تو حضرت سعدؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرہ بیان کیا۔ اس پر آیت اتری "کہ اگر تیرے ماں باپ تجھے شرک اختیار کرنے پر مجبور کریں تو اس امر میں ان کی اطاعت فرض نہیں تاہم دنیوی امور میں ان سے حسن سلوک کر" (سورۃ عنکبوت آیت 9) حضرت سعدؓ گھر آئے اور اپنی والدہ کو مخاطب کر کے کہا "اے میری ماں اگر تجھ میں ہزار جانیں ہوتیں اور میرے سامنے ایک ایک کر کے جان نکلتی تب بھی میں اس دین کو ترک نہ کرتا"۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر گہری فراست عطا فرمائی ہوئی تھی اور آپ کا اسلام کی صداقت پر ایمان کس قدر بلند پایہ کا تھا۔

بخاری میں حضرت سعدؓ کی روایت درج ہے کہ میں پہلا عرب ہوں کہ جس نے خدا کی راہ میں تیر اندازی کی۔ اس کی تشریح شارحین نے یہ کی ہے کہ قریش کا قافلہ جب ابو سفیان کی قیادت میں نکلا تو حضور ﷺ نے عبیدہؓ بن الحارث بن عبد المطلب کی قیادت میں ایک دستہ روانہ کیا جو ساٹھ افراد پر مشتمل تھا، جھنڈے کی گرہ خود حضور ﷺ نے دی۔ جب دونوں دستوں کا آمنا سامنا ہوا تو سب سے پہلے تیر جو مسلمانوں کی طرف سے پھینکا گیا وہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی کمان سے نکلا تھا۔ ایک روایت اسد الغابہ میں آئی ہے کہ صحابہؓ مکہ کی گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے کہ مشرکین نے دیکھ لیا۔ انہوں نے مسلمانوں پر آوازے کسے، طعن و تشنیع کی بات نے طول پکڑا تو ہاتھا پائی پر نوبت پہنچ گئی اس موقعہ پر حضرت سعدؓ نے ایک مشرک کے سر پر اونٹ کے جبڑے کی ہڈی ماری جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا اس طرح یہ پہلا خون تھا جو راہِ حق میں بہایا گیا۔

جب مکہ والوں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو خدائی منشاء کے تحت آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو حضرت سعدؓ مدینہ میں بس گئے۔ آنحضرت ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کے بعد اسلام کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ کافی رات گئے تک حضور ﷺ سو نہ سکے کیونکہ ان دنوں کفار کی طرف سے حملہ کا خطرہ تھا۔ آپؐ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کاش میرے مخلص صحابہ میں سے آج کوئی پہرہ دیتا اور میں کچھ دیر سو سکتا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ہمیں ہتھیاروں کی جھنکار کی آواز سنائی دی۔ رسول خدا ﷺ نے پوچھا یہ ہتھیار بند کون ہے؟۔ اس پر سعد بن ابی وقاصؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ سعد حاضر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیوں کر آنا ہوا؟ سعدؓ نے عرض کی کہ میرے دل میں خیال آیا کہ حالات ٹھیک نہیں مجھے آپؐ کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعا دی اور آپ گہری نیند سو گئے۔

حضرت سعدؓ کے بیٹے قیس روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے میرے والد کے لئے دعا کی تھی "اے اللہ! سعد جب تجھ سے دعا کریں تو ان کی دعا کو قبول کرنا"۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں یہ دعا بھی دی تھی کہ "اللہ ان کا تیر نشانہ پر بیٹھے اور ان کی دعا قبول کرنا"۔

رسول اللہ ﷺ کی حضرت سعدؓ کے حق میں اس دعا کی قبولیت کے دو ایمان افروز واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ ایک بار کچھ لوگوں نے امیر المومنین

حضرت عمرؓ کی خدمت میں حضرت سعدؓ کی شکایت کی۔ جراح اسدی نے بعض لوگوں کو شکایت پر اکسایا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے محمد بن مسلم کو تحقیق کے لئے بھجوایا۔ جب محمد بن مسلم نے تحقیق کی تو سبھی نے حضرت سعدؓ کی تعریف کی۔ بنو عبس کے لوگوں سے پوچھا تو اسامہ بن قتادہ نے کہا کہ یہ تقسیم میں مساوی سلوک نہیں کرتے، فیصلوں میں انصاف سے کام نہیں لیتے اور جنگ میں خود شریک نہیں ہوتے۔ اس پر حضرت سعدؓ نے کہا اے اللہ! اگر اس نے ریاء، جھوٹ اور شہرت کی غرض سے ایسا کیا ہے تو اسے اندھا اور کثیر العیال کردے اور یہ فتنوں میں بھٹکتا پھرے۔ چنانچہ وہ اندھا ہوا اور اس کی دس بچیاں ہوئیں۔ شکایت پر اکسانے والا جراح بھی قتل ہوا اور جو بھی اس الزام میں شریک تھے سب کا برا انجام ہوا۔

حضرت سعدؓ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ اللہ اس کا تیر نشانے پر لگے۔ عامر بن سعدؓ اپنے والد حضرت سعدؓ سے مروی ہیں کہ احد کے روز ایک مشرک بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا اور اس نے بہت سے مسلمانوں کو زخمی کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان! اس شخص کو اپنے تیر کا نشانہ بناؤ۔ سعدؓ کہتے ہیں میں نے ترکش سے تیر نکالا تو ایسا تیر نکلا جس کا پھل غائب تھا۔ میں نے کمان پر تیر چڑھایا اور اس کی پیشانی کا نشانہ لیا۔ تیر لگا تو وہ چکرا کر اس طرح گرا کہ ٹانگیں اوپر ہو گئیں اور وہیں ہلاک ہو گیا۔

حضرت سعدؓ اپنے ایمان، اخلاص اور شجاعت کی وجہ سے تمام غزوات میں شریک رہے۔ احد میں ان کی استقامت کے بارہ میں آتا ہے کہ جب خالد بن ولید کے اچانک حملہ کی وجہ سے کئی صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے تو حضرت سعدؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ وہ جنگ خندق اور حدیبیہ میں بھی شریک رہے اور خیبر اور فتح مکہ کے موقعہ پر بھی شامل تھے بلکہ فتح مکہ کے تاریخی دن مہاجرین کے ایک دستہ کے وہ علمبردار بھی تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ سعدؓ دلیر اور بہترین تیر انداز ہے۔ ان کی بیٹی عائشہ روایت کرتی ہیں کہ میرے ابا یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ "سنو! کیا رسول ﷺ کو یہ خبر ملی ہے کہ میں نے اپنی رفاقت کا حق تیروں کے پھلوں سے ادا کیا ہے۔ میں ان تیروں سے ان کے دشمنوں کو ہر جگہ ان سے دور رکھتا ہوں۔ زہری کہتے ہیں کہ احد کے روز سعدؓ نے ایک ہزار تیر برسائے۔" حضرت سعدؓ کے اخلاص اور شجاعت کا اندازہ اس واقع سے بھی ہوتا ہے کہ بدر کے روز ان کے چھوٹے بھائی عمیر ابن ابی وقاص اس ڈر سے صفوں میں چھپ گئے کہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے کہیں انہیں جنگ میں لے جانے سے انکار نہ کر دیا جائے۔ یہ خدشہ درست ثابت ہوا اور حضور ﷺ نے انہیں چھوٹا ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا تو وہ رو پڑے کہ میں شہادت سے محروم رہ جاؤں گا۔ بالآخر حضور ﷺ نے انہیں اجازت دیدی۔ حضرت سعدؓ نے خود ان کی تلوار باندھی۔ چنانچہ وہ جنگ بدر میں شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر سولہ سال کی تھی۔

حجۃ الوداع کے تاریخی موقعہ پر حضرت سعدؓ بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت سعدؓ مکہ پہنچ کر شدید بیمار ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت سعدؓ نے عرض کی کہ حضور میرا شاید آخری وقت آ پہنچا ہے اور مجھے موت یہاں آ جائے گی جہاں سے میں ہجرت کر کے گیا تھا اس طرح ہجرت کے ثواب سے محروم رہ جاؤں گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا سعد! تمہیں ابھی اور عمر ملے گی اور ایسے اعمال کی توفیق ملے گی جس سے تمہارا مرتبہ اور رفعت بڑھے گی۔ کچھ قومیں تجھ سے فائدہ اٹھائیں گی اور کچھ نقصان۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جس کا ظہور ایران اور عراق میں ہوا۔ ایک پیشگوئی میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ "کسریٰ بھی ہلاک ہوگا اور اس کا کروفر خاک میں ملے گا اور قیصر بھی ہلاک کیا جائے گا اور پھر کوئی قیصر ویسا نہ ہوگا اور خدا کی قسم تم ان کے خزانے راہ خدا میں خرچ کرو گے"۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنی آنکھوں سے اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھا بلکہ ان کو یہ توفیق بھی نصیب ہوئی کہ ان کے ہاتھوں خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر پوری ہوئی۔ جب سعدؓ فوجوں سمیت دریائے دجلہ عبور کر کے مدائن کے شہر میں داخل ہوئے تو شاہی محلات مکینوں سے خالی ہو چکے تھے یزدگرد شاہ ایران وہاں سے بھاگ چکا تھا۔ محلات سامان و اسباب سے آراستہ تھے لیکن ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ بے اختیار حضرت سعدؓ کی زبان پر یہ آیات آئیں "انہوں نے اپنے پیچھے بہت سے باغ، چشمے، لہلہاتے کھیت، بڑے آرام دہ مقام اور ایسی آسائش والی جگہیں چھوڑیں جن میں وہ خوب خوشیاں منایا کرتے تھے۔ اس طرح ہوا اور ہم نے ان سب چیزوں کا وارث ایک دوسری قوم کو کر دیا" (سورۃ دخان 29-26)

جنگ خندق کے موقعہ پر جب صحابہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ خندق میں ایک چٹان آ گئی ہے جو ٹوٹتی نہیں۔ حضور ﷺ خود تشریف لے گئے اور تین دفعہ کدال اس چٹان پر ماریں۔ ہر بار چٹان ٹوٹی اور حضور ﷺ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا۔ آپؐ کی اتباع میں صحابہؓ نے بھی نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ اس موقعہ پر ایک ضرب پر آپؐ نے فرمایا تھا کہ مجھے مدائن کے سفید محلات گرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آنکھوں نے جو نظارہ دیکھا تھا وہ حضرت سعدؓ کے ہاتھوں پورا ہوا۔ مدائن جہاں پر کسریٰ کا پایہ تخت تھا وہاں اس کے سفید محلات تھے۔ مسلمانوں کی راہ میں دجلہ حائل تھا اور ایرانیوں نے تمام پل توڑ دیئے تھے لیکن اہل ایمان کی پیش قدمی کو کون روک سکتا تھا۔ حضرت سعدؓ نے فوج کو مخاطب کر کے فرمایا: اے مسلمانو! دشمن نے دریا کی پناہ لی ہے، آؤ اس کو تیر کر پار اتر جائیں۔ یہ کہہ کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ سپاہیوں نے اپنے قائد کی یہ جرأت دیکھی تو گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور اسلامی فوجیں دریا کے پار اتر گئیں۔ ایرانیوں نے یہ حیران کن منظر دیکھا تو چلائے دیو آ گئے، دیو آ گئے۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر شہر اور کسریٰ کے محلات پر قبضہ کر لیا اور رسول خدا ﷺ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آپ

نے جنگ خندق کے موقعہ پر پتھر پر کدال مارتے ہوئے کی تھی۔ ان محلات کو دیکھ کر حضرت سعدؓ نے سورۃ دخان کی وہ آیات پڑھیں جن کا اوپر ذکر گذر چکا ہے۔

مدائن کی فتح کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت سعدؓ کو مفتوحہ علاقہ کے نظم و نسق کی توجہ دلائی چنانچہ حضرت سعدؓ نے اس ذمہ داری کو بھی کمال خوبی سے نبایا۔ انہوں نے عراق کی مردم شماری اور پیمائش کروائی۔ رعایا کی آسائش اور آرام کا انتظام کیا اور اپنے حسن تدبر اور حسین عمل سے ثابت کر دیا کہ آپؓ نہ صرف اعلیٰ جنگی صلاحیتوں کے حامل ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو انتظامی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور فرمایا تھا۔

۲۳ ہجری بمطابق ۶۴۵ء جب ابو لولو کے خنجر سے حضرت عمرؓ شدید زخمی ہو گئے تو آپؓ نے انتخاب خلافت کے لئے ایک بورڈ مقرر کر دیا جس کے اراکین حضرت علیؓ، عثمانؓ، عبد الرحمٰنؓ، سعدؓ، زبیرؓ، اور طلحہؓ بن عبید اللہؓ تھے فرمایا: ان میں سے کسی کو چن لو، آنحضرت ﷺ نے انہیں اہل جنت قرار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ کو سعدؓ کی محتاط طبیعت کی وجہ سے ان پر اتنا اعتماد تھا کہ ایک دفعہ کسی نے ایک مسئلہ کے بارہ میں حضرت سعدؓ کی سند سے ایک حدیث بیان کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا جب سعد کوئی حدیث بیان کرے تو اسے ردّ مت کرو۔

حضرت سعدؓ کے بیٹے مصعبؒ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا تو ان کا سر میری گود میں تھا اور میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ مجھے اس حالت میں دیکھا تو فرمایا بیٹا! کیوں روتے ہو؟ اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا اور میں جنت میں جاؤں گا۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش پر یقین تھا۔ وفات سے پہلے ایک پرانا جبّہ نکالا جو آپ نے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ فرمایا مجھے یہ اوڑھا دینا یہ میرا کفن ہوگا میں نے یہ پہن کر بدر کی جنگ لڑی تھی اور اس غرض کے لئے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ کیا ذوق تھا، کیا خلوص تھا کہ جب حشر ہو تو اس لباس میں ہو جو بدر کے دن پہن رکھا تھا۔ بوقت وفات وصیت کی کہ میرے لئے لحد بنانا جس طرح آنحضرت ﷺ کی قبر بنائی گئی تھی اسی طرح میری قبر بنانا۔ آپؓ کی وفات ۵۵ ہجری میں ہوئی اور اپنے آقا ﷺ کی دعا کی برکت سے لمبی عمر ملی اور عشرہ مبشرہ میں سب سے لمبی عمر آپؓ نے ہی پائی۔

انصارالدین

کیا آپ نے **انصارالدین** کا چندہ ادا کر دیا ہے؟

اس کی شرح صرف پانچ پاؤنڈ سالانہ ہے۔

براہِ کرم اپنے زعیم صاحب کو جلد ادائیگی کر دیں۔

نیز اپنے پتہ میں کسی بھی تبدیلی سے فوری طور پر مطلع فرمائیں۔

(مینیجر)

بقیہ: آنحضرت ﷺ کا عشق الٰہی

سے تکلیف دور کی اور مجھے عافیت عطا کی"۔

جب وضو سے فارغ ہوتے تو یہ دعا کرتے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھے پاک اور صاف رہنے والوں میں بنا دے"۔

گھر سے نماز کے لئے نکلتے وقت دعا کرتے "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق کا واسطہ دے کر اور نماز کے لئے اپنے اس پاپیادہ جانے کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔ میں کسی غرور یا شہرت اور ریاء کی خاطر گھر سے نہیں نکلا بلکہ میں اپنے گناہوں سے بھاگتے اور دوڑتے ہوئے تیری طرف آیا ہوں۔ ہاں! میں تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کا خوف لے کر نکلا ہوں۔ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضامندی کے حصول کی خاطر نکلا ہوں۔ میرا سوال تیرے دربار میں یہ ہے کہ مجھے آگ سے پناہ دے اور میرے گناہ بخش دے"۔

مسجد میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے "اللہ کے نام کے ساتھ، درود اور سلام ہوں رسول اللہ پر، اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے"۔ جب آپؐ مسجد سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے "اللہ کے نام کے ساتھ، درود اور سلام ہوں رسول اللہ پر، اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے"۔

نماز شروع کرتے تو اللہ کا ذکر کرتے، نماز کے بعد بھی اللہ کا ذکر کرتے۔ سونے سے قبل اور جاگنے کے بعد بھی اللہ کا ذکر کرتے اور اس سے عافیت طلب کرتے۔ سفر پر جاتے ہوئے اور ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے اپنے مولا کو یاد کرتے۔ غرضیکہ زندگی کے ہر کام میں اور ہر روز اور ہر لمحہ اس ذات کو یاد کرتے جس کا عشق آپؐ کے رگ و پے میں سرایت ہو چکا تھا۔

جب احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ آپؐ کی ذات میں اللہ تعالیٰ کا عشق ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جس کی وسعت اور گہرائی کا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ بلا شبہ روز ازل سے خدا تعالیٰ کی ذات نے لاکھوں نیک، صالح بندوں اور انبیاء کو اپنے حسن کا گرویدہ بنا لیا مگر عشاقِ الٰہی کی صفوں میں جس شان کا عشق آپؐ سے ظاہر ہوا اس کی مثال نہ پہلوں میں دکھائی دیتی ہے اور نہ بعد میں آنے والوں میں۔

اللہ تعالیٰ کے لئے آنحضرت ﷺ کی محبت صرف آپؐ کی اپنی ذات تک محدود نہ تھی بلکہ آپؐ نے اپنے غلاموں کو بھی عشق الٰہی کے وہ جام لبالب پلائے کہ وہ بھی آپؐ کی اتباع میں اللہ تعالیٰ کے عشق میں مخمور ہو گئے اور فنا فی الرحمٰن بن گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

مجلس انصار اللہ انگلستان کا سالانہ اجتماع

مورخہ 26,25,24 ستمبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار

بمقام بیت الفتوح مورڈن منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ

☆ اجتماع میں علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ تلقین عمل، درس قرآن کریم و حدیث اور علماء سلسلہ کی تقاریر بھی شامل ہیں۔

☆ پروگرام میں ایک تبدیلی نوٹ فرمالیں کہ جمعہ کی شام منعقد ہونے والے فیملی فورم میں خواتین کے لئے انتظام نہیں ہوگا۔ اس میں صرف انصار شرکت فرمائیں تاہم مقامی خدام و اطفال بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

☆ براہِ کرم اس اجتماع میں بھرپور تیاری کے ساتھ ضرور شامل ہوں۔ (رفیق احمد جاوید ناظم اجتماع)

وصیت کرو!!

وصیت ہے اک آسمانی نظام
یہ جنت کے پانے کا ہے انتظام
چلے آؤ اس کی طرف دوستو!
ندا دے رہا ہے امامِ ہُمام
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

یہ ہے قربِ مولیٰ کا اک راستہ
ہے غفران و رحمت کا یہ واسطہ
عمل کو ملے اس کے دم سے جِلا
دلوں میں اترتا ہے نورِ خدا
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

مسیحِ زماں کو بشارت ملی
وحی سے عطا یہ نشانی ہوئی
خدا کا ہے کیسا یہ فضل و کرم
کلید اس کی جنت کی ہاتھ آ گئی
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

نہ گھبرائیں اس کی شرائط سے ہم
مٹادے گا مولیٰ سبھی ہم و غم
نہائیں گے ہم برکتوں میں سدا
شب و روز برسے گا ابرِ کرم
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

(عطاء المجیب راشد)

خلافت احمدیہ اور یورپ میں دعوت الی اللہ

(محمود احمد ملک)

براعظم یورپ - متعدد ممالک، ریاستوں اور جزائر پر مشتمل، اقتصادی لحاظ سے مستحکم، جدید علوم سے بہرہ ور اور مجموعی طور پر ایک ترقی یافتہ براعظم ہے۔ لیکن بدقسمتی سے معاشی خوشحالی اور جدید تحقیقات پر دسترس رکھنے کے باوجود یہاں دجالیت نے مادیت پرستی کا جال کچھ اس طرح سے پھیلا رکھا ہے کہ انسان کی عمومی سوچ اپنے خالق سے آشنا ہونے کی بجائے بتدریج مذہب، اخلاقی اقدار اور روحانیت سے دُور ہوتی چلی جارہی ہے۔ دراصل جدید علوم کے نام پر یہاں صرف دہریت ہی فروغ پارہی ہے۔ حالانکہ یہ علوم تو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے ناقابل تردید ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ پس مادیت پرستی میں رَچے ہوئے ایسے معاشرہ کو، جس کی بنیادیں دجالی حربوں میں جکڑی جاچکی ہوں، باخدا بنانے کی کوشش کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ساری دنیا کو کلمۂ واحدہ پر جمع کرنے کی ذمہ داری آج حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اس لئے حضرت اقدسؑ کے غلام بھی اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ اسی مقصد کے حصول کے لئے عاجزانہ خدمت میں مصروف ہیں اور جانتے ہیں کہ بظاہر نہایت حقیر اور معمولی مساعی بھی جب خدا تعالیٰ کی نگاہ میں آسمان پر قبولیت کا درجہ پاتی ہے تو پھر زمین پر بھی وہ انقلاب برپا ہوتے ہیں جن کا کچھ وقت پہلے تک اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

گزشتہ شمارہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکت دَور میں یورپ میں دعوت الی اللہ کے لئے کی جانے والی گرانقدر کوششوں کے حوالہ سے مختصراً بیان کیا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جب الٰہی بشارات کے مطابق خلافت احمدیہ کی راہنمائی جماعت کو میسر آئی تو حضرت اقدسؑ کے ارشادات اور حضور علیہ السلام کی دلی تڑپ اور جوش کو سامنے رکھتے ہوئے خلفائے احمدیت نے بھی دنیا کے دیگر علاقوں کے ساتھ ساتھ یورپ میں بھی دعوت الی اللہ کی طرف بھرپور توجہ دی۔ چنانچہ اس مضمون میں اُس عظیم الشان مساعی پر طائرانہ نگاہ ڈالی جارہی ہے جو قریباً ایک سو سال قبل (دیار مغرب میں دعوت الی اللہ کے لئے) قادیان سے شروع ہوئی اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے دَور (۱۹۶۵ء) تک جاری رہی۔ اُس دَور کے بعد جن شاندار فتوحات کا سلسلہ دنیا بھر میں جاری ہوا ہے، اُن کا ذکر آئندہ کسی شمارہ میں کیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

نوجوان نسلوں کی تربیت کے لئے اس تاریخ کا ذکر کرتے چلے جانا بہت ضروری ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ تاریخی حقائق ہمارے قابل صد احترام خلفائے عظام کی عزم و ہمت کی ایسی داستانیں بیان کرتے ہیں جن میں ان

نوٹ: اس مضمون میں تاریخی حقائق بیان کرنے کے سلسلہ میں ہرممکن احتیاط برتی گئی ھے اور اکثر حوالہ جات بھی درج کئے گئے ھیں تاھم کسی فروگذاشت کی صورت میں ادارہ معذرت خواہ ھے۔

بابرکت وجودوں کی شب و روز کی جانے والی محنت شاقہ کی جھلک بھی نظر آتی ہے، خدا کے دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے اُن کے عزم کا بھی پتہ چلتا ہے، روحانی بصیرت اور شاندار قوت فیصلہ بھی جلوہ افروز دکھائی دیتی ہے، دنیاوی کم مائیگی کے باوجود توکّل کے نہایت اعلیٰ معیار کا اظہار ہوتا ہے اور نیم شبینہ دعاؤں کی قبولیت کے زندہ نشان بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوتے ہیں۔ بے شک خلافت کی بے شمار برکتوں میں سے ایک برکت یہ عظیم الشان فتوحات بھی ہیں جو آج دنیا کے کونے کونے میں چشم بینا کو نظر آتی ہیں۔

اسی طرح وہ داعیان الی اللہ بھی ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں جنہوں نے ایوان خلافت سے بلند ہونے والی صدا پر لبیک کہنے کی سعادت پائی اور خون جگر سے دیار مغرب میں توحید کا علم بلند کرتے ہوئے لازوال داستانیں رقم کیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا دَور

یورپ کا پہلا ملک برطانیہ تھا جہاں احمدیت کے باقاعدہ مرکز تبلیغ کا قیام عمل میں آیا۔ اگرچہ انگلستان میں ابتدائی احمدیہ مشن مکرم خواجہ کمال الدین صاحب کے ذریعہ سے قائم ہوا تھا جب وہ ایک مقدمہ کی پیروی کے سلسلہ میں ۲۴ر ستمبر ۱۹۱۲ء کو انگلستان پہنچے تھے۔ یہاں پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ہدایت پر انہوں نے ووکنگ کی ایک مسجد (جو بیگم صاحبہ بھوپال نے ۱۸۸۶ء میں تعمیر کروائی تھی اور اب مقفل تھی) اس وعدہ کے ساتھ کھلوائی کہ تبلیغ میں احمدیت کا ذکر نہیں کیا جائیگا۔ اس طرح ۴ر نومبر ۱۹۱۳ء کو ووکنگ مشن قائم ہوا۔ (مجدد اعظم جلد سوم صفحہ ۳۲۸) تاہم حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ وہ پہلے باقاعدہ مبلغ تھے جنہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۵ر جولائی ۱۹۱۳ء کو قادیان سے انگلستان کے لئے روانہ فرمایا۔ آپؓ ۱۱ر اگست کو ووکنگ پہنچے اور حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں بھرپور انداز میں دعوت الی اللہ کے کام کو جاری کیا۔

خدا تعالیٰ نے احمدیوں کے اندر دعوت الی اللہ کی جو تڑپ رکھ دی ہے اُس کے نتیجہ میں مختلف حیثیتوں میں یورپ کا رُخ کرنے والے سینکڑوں احمدیوں نے بھی ایک مبلغ کی حیثیت سے ہی یہاں قیام کیا اور ہمیشہ خلیفہ وقت کی راہنمائی میں قدم آگے بڑھاتے رہے۔ انہی بابرکت وجودوں میں سے ایک حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خانصاحبؓ بھی تھے۔ آپؓ اپنے پہلے سفر انگلستان سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

حضورؓ نے آپؓ کو جو نصائح فرمائیں، اُن میں یہ بھی بیان فرمایا کہ لندن دنیا کی زیب و زینت اور جاذب نظر مناظر کے لحاظ سے مصر سے بھی بڑھ کر سنا جاتا ہے۔ آپ ہر صبح سورہ یوسف کی تلاوت کر لینا، اس سے بہت فائدہ ہو گا۔ نیز فرمایا کہ کسی شہر میں سب شریر نہیں ہوتے شرفاء بھی ہوتے ہیں اس لئے تعلقات کے لئے شرفاء کا انتخاب مفید رہے گا۔

یہ نصائح آج بھی یورپ کے احمدیوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کا دَور

انگلستان: حضرت مصلح موعودؓ کے خلیفہ منتخب ہونے پر جب انگلستان میں ووکنگ مشن کے انچارج مکرم خواجہ کمال الدین صاحب غیر مبائعین میں شامل ہو گئے تو حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ نے اپریل ۱۹۱۴ء میں لندن میں احمدیہ مسلم مشن قائم کر لیا۔ ایک صحافی مسٹر کوریو آپؓ کے ذریعہ احمدی ہونے والے پہلے شخص تھے۔

۹؍جون ۱۹۲۰ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے یورپ کی پہلی احمدیہ مسجد، مسجد فضل لندن کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی جس پر لبیک کہتے ہوئے جماعت نے ۷۸ ہزار پانچ سو روپے حضورؓ کی خدمت میں پیش کئے۔ چنانچہ اگست ۱۹۲۰ء میں ایک قطعہ زمین لندن میں خرید ا گیا۔

دسمبر ۱۹۲۱ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے کتاب "تحفہ شہزادہ ویلز" تصنیف فرمائی جو ۲۷؍فروری ۱۹۲۲ء کو لاہور میں جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے ایڈورڈ ہشتم کو پیش کی۔

پہلا دورہ یورپ: سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۲۴ء میں انگلستان میں منعقد ہونے والی مشہور ویمبلے کانفرنس میں منتظمین کی طرف سے دی گئی شرکت کی دعوت قبول فرمائی اور انگلستان کا سفر اختیار فرمایا۔ اس سفر کے آغاز سے قبل حضورؓ نے اپنی ایک رؤیا یوں بیان فرمائی:-

"مَیں انگلستان کے ساحلِ سمندر پر کھڑا ہوں جس طرح کوئی شخص تازہ وارد ہوتا ہے اور میرا لباس جنگی ہے۔ مَیں ایک جرنیل کی حیثیت میں ہوں ...... اُس وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی جنگ ہوئی ہے جس میں مجھے فتح ہوئی ہے...... اتنے میں آواز آئی William The Conqurer یعنی اولوالعزم فاتح"۔

("الفضل"۔ ۲۴؍جون ۱۹۲۴ء)

حضورؓ ۱۲؍جولائی ۱۹۲۴ء کو اپنے پہلے سفر یورپ پر ۱۳؍افراد پر مشتمل قافلہ کے ہمراہ قادیان سے روانہ ہوئے اور ۲۲؍اگست کو لندن پہنچے جہاں حضورؓ کا قیام چیشم پیلس میں رہا۔ (الفضل ۲۲؍ستمبر ۱۹۲۴ء)

۹؍ستمبر ۱۹۲۴ء کو حضورؓ نے لندن میں "ویسٹ اینڈ ایسٹ یونین" کے اجلاس میں اپنا پہلا انگریزی لیکچر ارشاد فرمایا۔

حضورؓ نے ویمبلے کانفرنس کے لئے ایک مضمون بعنوان "احمدیت یعنی حقیقی اسلام"، رقم فرمایا جسے حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خانصاحبؓ نے کانفرنس میں ۲۳؍ستمبر ۱۹۲۴ء کو پڑھ کر سنایا۔ صدرِ مجلس سر تھورڈ مارلین نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضورؓ کا مضمون کانفرنس کا بہترین مضمون تھا۔ ("الفضل"۔ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۲۴ء)

ستمبر ۱۹۲۴ء کے آخر میں حضرت مصلح موعودؓ نے رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کو لندن سے شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ("الفضل"۔ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۲۴ء)

۱۹؍اکتوبر ۱۹۲۴ء کو شام چار بجے حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں کئی حکومتوں کے نمائندگان شریک ہوئے۔ ("الفضل" ۲۴؍اکتوبر ۱۹۲۴ء)

اس موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے ایک نہایت مؤثر پیغام ارشاد فرمایا جو مسجد فضل لندن کے دروازہ پر نصب ایک پتھر پر کندہ ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

"مَیں...... خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے، آج ۲۰؍ربیع الاوّل ۱۳۴۳ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لئے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز و نائب محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔"

۱۹۲۵ء میں مسجد فضل لندن کی تعمیر کا آغاز ہوا اور تکمیل کے بعد ۳؍اکتوبر ۱۹۲۶ء کو اس کا افتتاح محترم شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹرایٹ لاء نے کیا۔ پہلی اذان حضرت ملک غلام فرید صاحب نے دی اور پہلے برطانوی مؤذن ہونے کا شرف نو مسلم مسٹر بلال دانیال کو حاصل ہوا۔ ("الفضل"۔ ۲۸؍اپریل ۱۹۳۹ء)

مسجد فضل لندن ایک لمبے عرصہ تک دنیا بھر کے مسلمانوں کا لندن میں ایک مرکز کے طور پر محور رہی۔ چنانچہ ۲۳؍اپریل ۱۹۳۳ء کو بانی پاکستان محمد علی جناح بھی یہاں تشریف لائے اور تقریر فرمائی۔ اسی طرح شاہ فیصل بھی ۱۲؍جولائی ۱۹۳۵ء کو یہاں آئے اور بعد میں فروری ۱۹۳۹ء میں بھی یہاں منعقد ہونے والے ایک جلسہ میں شامل ہوئے جس میں بہت سے معزز مسلم سیاسی عمائدین بھی شریک تھے۔

۲۵؍اکتوبر ۱۹۲۴ء کو لندن سے روانگی کے وقت حضورؓ نے فرمایا:-

"میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد آسمانوں پر رکھ دی گئی ہے اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائے گا"۔ ("الفضل"۔ ۴؍اکتوبر ۱۹۲۴ء)

دورہ یورپ کے دوران چار روز کے لئے حضورؓ روم (اٹلی) بھی تشریف لے گئے جہاں ۱۷ر اگست ۱۹۲۴ء کو آپؓ کی ملاقات اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے بھی ہوئی۔ ("الفضل"۔ ۲۳ر ستمبر ۱۹۲۴ء)

۲۴ر نومبر ۱۹۲۴ء کو حضورؓ یورپ کا پہلا کامیاب دورہ مکمل کر کے واپس قادیان تشریف لے آئے۔

تحریک جدید کا قیام: ۲۳ر نومبر ۱۹۳۴ء کو حضورؓ نے "تحریک جدید" کے قیام کا اعلان فرمایا۔ یہ وہ عظیم الشان الہامی تحریک تھی جو ظلم و تشدد کی خوفناک گھٹاؤں کے نتیجہ میں ابرِ رحمت بن کر برسی اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا میں احمدیت کی سرسبز کھیتی کو سیراب کرنے لگی۔

جنوری ۱۹۳۵ء میں حضورؓ نے تحریک جدید کے مستقل دفتر کا قیام فرمایا اور محترم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب کو اس کا پہلا انچارج مقرر فرمایا۔ فروری ۱۹۳۵ء میں بیرون از ہند سے بلاد عربیہ کے احمدیوں نے تحریک جدید پر سب سے پہلے لبیک کہا اور جماعت فلسطین کی طرف سے چار سو شلنگ کے وعدے موصول ہوئے۔ تحریک جدید کا پہلا بجٹ یکم مئی ۱۹۳۵ء تا ۳۰ر اپریل ۱۹۳۶ء تک ۸۲۷،۶۱ر روپے تھا۔

۶ر مئی ۱۹۳۵ء کو تحریک جدید کے تحت تین مبلغین کا پہلا قافلہ قادیان سے بیرونی ممالک کے لئے روانہ ہوا۔ فروری ۱۹۴۵ء میں حضورؓ نے بیرون ہند کے جملہ تبلیغی مراکز کو تحریک جدید کے سپرد کرنے کا اعلان فرمایا۔ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو تحریک جدید کی رجسٹریشن ہوئی اور اس کا پورا نام "تحریک جدید انجمن احمدیہ" رکھا گیا۔ ۱۷ر مئی ۱۹۴۷ء کو مجلس تحریک جدید کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹ر فروری ۱۹۴۸ء کو مجلس تحریک جدید کو پاکستان میں بھی رجسٹرڈ کروایا گیا اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اس کے پہلے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم)

"الاسلام": ۱۹۳۵ء میں حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے جو بسلسلہ تعلیم انگلستان میں مقیم تھے، ایک رسالہ "الاسلام" جاری کیا۔

(ماہنامہ خالد ربوہ نومبر ۱۹۸۶ء)

سکاٹ لینڈ: فروری ۱۹۴۹ء میں گلاسگو (سکاٹ لینڈ) میں احمدیہ مرکز کا اجراء محترم بشیر احمد آرچرڈ صاحب کے ذریعہ عمل میں آیا۔ جون ۱۹۵۰ء میں آپ نے رسالہ "دی مسلم ہیرلڈ" جاری کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۳، صفحہ ۴۰)

پہلا انگریز واقف زندگی: محترم بشیر احمد آرچرڈ صاحب نے ۱۹۴۵ء میں احمدیت قبول کی تھی جب آپ برطانوی فوج کی طرف سے جنگ عظیم دوم کے سلسلہ میں برما میں مقیم تھے۔ آپ کو پہلا انگریز واقف زندگی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نے ۱۹۴۶ء میں نہایت اخلاص سے اپنی زندگی خدمت دین کیلئے پیش کی اور استقامت کے ساتھ اپنے عہد پر قائم رہے۔ آپ کو برطانیہ کے علاوہ جنوبی امریکہ میں بھی لمبا عرصہ خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ آپ نو سال تک انگریزی ماہنامہ "ریویو آف ریلیجنز" کے مدیر بھی رہے اور بہت سی کتب بھی آپ نے تصنیف کیں۔ ایک بار سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو فرمایا:-

"وہ وقت آئے گا کہ جب خدائے واحد کا نام دنیا پر قائم ہو چکا ہو گا اور ہر طرف احمدیت ہی احمدیت ہو گی۔ اس وقت تمہارے ملک کے لوگ تاریخ کی کتابوں کی چھان بین کریں گے اور تلاش کریں گے کہ کیا ابتدائی دور میں کوئی انگریز احمدی ہوا۔ جب وہ دیکھیں گے کہ ہاں ایک شخص مسٹر بشیر احمد آرچرڈ تھا جس نے ابتداء میں احمدیت کو قبول کیا اور غیر معمولی قربانیاں کیں، تو یہ دیکھ کر ان کے دل خوشی سے بھر جائیں گے۔ اور ان کے قلوب اطمینان سے پر ہو جائیں گے اور وہ نہایت مسرت سے کہیں گے کہ انگریز قوم نے اپنا حقِ خدمت ادا کر دیا۔ اِس وقت بے شک تم نامعلوم اور غیر معروف ہو لیکن وہ زمانہ آئے گا اور جلد آئے گا جب قومیں تمہارے نام پر فخر کریں گی اور تمہارے کارناموں کو سراہیں گی۔...... جو بعد میں آئیں گے وہ تمہاری ہر حرکت کی نقل کریں گے اور تمہارے ہر لفظ کی پیروی کریں گے۔"

دوسرا دورہ یورپ: ۱۹۵۵ء میں حضرت مصلح موعودؓ بغرض علاج یورپ تشریف لائے اور آپؓ کی ہدایت پر ۲۲ تا ۲۴ر جولائی لندن میں احمدی مبلغین کی عالمی کانفرنس کا انعقاد بھی ہوا۔ (ماہنامہ "خالد"۔ فروری ۱۹۸۳ء)

اپنی بیماری کے باوجود حضرت مصلح موعودؓ نے مبلغین کو بھرپور راہنمائی سے نوازا اور ۲۵ر ستمبر ۱۹۵۵ء کو ربوہ واپس تشریف لے آئے۔

"مسلم ہیرلڈ" لندن سے: ۱۹۶۵ء سے لندن سے انگریزی ماہنامہ "مسلم ہیرلڈ" کی اشاعت شروع ہوئی۔ (ماہنامہ "خالد" نومبر ۱۹۸۶ء)

حضرت مصلح موعودؓ کے نصف صدی پر پھیلے ہوئے بابرکت دَور خلافت میں دنیا بھر میں اور خصوصاً یورپ میں دعوت الی اللہ کے شاندار معرکے سر کئے گئے۔ آپؓ نے یورپ کے کئی ایسے ممالک میں بھی مبلغین بھجوائے جن کے ذریعہ وہاں احمدیت کا اثر و نفوذ تیزی سے ہونے لگا لیکن مقامی و مذہبی راہنماؤں کے تعصب، حکام وقت کی غلط پالیسیوں اور عالمی معاشی بحران کے سبب بعض مبلغین اپنا کام جاری نہ رکھ سکے اور وہ مراکز عارضی طور پر بند کر دینے پڑے۔ تاہم بہت سے ممالک میں مبلغین کی مساعی میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ جلد ہی مضبوط بنیادوں پر جماعت قائم ہو گئی۔ چند یورپین ممالک میں دعوت الی اللہ کے آغاز کا مختصر ذکر درج ذیل کیا جاتا ہے۔

روس: سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۲۱ء میں حضرت مولوی محمد امین خانصاحب کو بخارا بھجوایا۔ کچھ عرصہ بعد جب وہ واپس آگئے تو جولائی ۱۹۲۴ء میں انہیں دوبارہ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب کے ساتھ روس بھجوایا گیا۔ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب کو روس میں داخل ہوتے ہی گرفتار کر لیا گیا لیکن حضرت مولوی محمد امین صاحب بخارا پہنچے اور حاجی مردان خان

بخاری کو ہمراہ لے کر واپس آئے۔ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب کو اکتوبر میں رہائی ملی تو آپ واپس آئے۔ ۱۹۲۵ء میں حضرت مولوی محمد امین صاحب تیسری بار روس گئے لیکن گرفتار ہوئے اور ۱۹۲۷ء میں رہائی کے بعد واپس قادیان تشریف لائے۔ (الفضل ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۹ء)

جرمنی: جرمنی میں برلن کا احمدیہ مشن ۱۸ر دسمبر ۱۹۲۳ء میں حضرت ملک غلام فرید صاحب کے ذریعہ قائم ہوا جو ناموافق حالات کے باعث مئی ۱۹۲۴ء میں بند کرنا پڑا۔ تاہم ۱۹۲۳ء میں جرمنی میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کیلئے جماعت نے ایک لاکھ روپیہ بھی فراہم کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۳۸۶)

جرمنی میں احمدیہ مرکز کا مستقل قیام ۲۰ر جنوری ۱۹۴۹ء کو ہمبرگ میں محترم چودھری عبداللطیف صاحب کے ذریعہ عمل میں آیا۔ حضرت مصلح موعودؓ جون ۱۹۵۵ء میں اس مرکز میں چار روز کے لئے قیام فرما رہے اور یہاں جرمنی کے مشہور مستشرق Kamaur نے ۲۶ر جون ۱۹۵۵ء کو حضورؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضورؓ نے اُن کا نام زبیر رکھا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۳۸۶، وجلد ۱۳ صفحہ ۱۴۶)

۲۲ر فروری ۱۹۵۷ء کو مسجد فضل عمر ہمبرگ کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کا افتتاح حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ نے ۲۲ر جون ۱۹۵۷ء کو فرمایا۔ ۱۹۶۴ء میں اس عمارت میں توسیع کی گئی۔ حضرت چودھری صاحبؓ نے ہی ستمبر ۱۹۵۸ء میں مسجد نور فرینکفرٹ کا افتتاح فرمایا۔ (ماہنامہ خالد فروری ۱۹۸۳ء)

نومبر ۱۹۵۳ء میں جرمن ترجمہ قرآن کی اشاعت کی بھی جماعت نے توفیق پائی جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔

جرمنی کے شہر ہمبرگ میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد ۲۲ر فروری ۱۹۵۷ء کو رکھا گیا جبکہ فرینکفرٹ میں مسجد کا افتتاح ستمبر ۱۹۵۸ء میں عمل میں آیا۔

سپین: ۱۰ر مارچ ۱۹۳۶ء کو محترم ملک محمد شریف صاحب گجراتی میڈرڈ پہنچے تاکہ سپین میں احمدیہ مشن کا قیام عمل میں لایا جائے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر جب آپ جنوری ۱۹۳۷ء میں اٹلی چلے گئے تو یہ مشن بند ہو گیا۔ (الفضل ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۹ء)۔ سپین کے پہلے احمدی کا نام کونٹ غلام احمد تھا۔

سپین میں احمدیہ مشن کا احیاء ۱۰ر جون ۱۹۴۶ء کو محترم کریم الٰہی ظفر صاحب اور مکرم محمد اسحاق ساقی صاحب کے ذریعہ میڈرڈ میں ہوا۔ (الفضل ۱۷ر جون ۱۹۴۶ء)۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں معاشی بحران کے باعث یہ مشن بھی بند کرنے کا حکم جاری ہوا اور مکرم ساقی صاحب کو واپس بلالیا گیا لیکن محترم کرم الٰہی ظفر صاحب نے حضورؓ کی اجازت سے تمام اخراجات خود برداشت کرتے ہوئے مشن کو جاری رکھا اور ۱۹۴۸ء میں حضورؓ کی کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" کا ہسپانوی ترجمہ بھی اپنے خرچ پر شائع کر دیا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ترجمہ بھی بہت جلد شائع کر دیا۔ آپ نے کئی برس تک بے شمار صعوبتیں برداشت کیں اور کئی راتیں جیل میں گزاریں۔ آخر یہ قربانیاں رنگ لائیں اور مئی ۱۹۷۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سپین میں ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ اسی سال حکومت سپین نے احمدیہ مرکز کو رجسٹرڈ کر لیا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۲ صفحہ ۶۷)۔

(نوٹ: ۹ر مارچ ۱۹۷۹ء کو سپین میں دوسرا احمدیہ مشن قرطبہ (پیدرو آباد) میں قائم ہوا جب وہاں ۱۳ر کنال رقبہ پر مشتمل قطعہ اراضی خریدا گیا۔ ۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جو سات سو سال کے وقفہ کے بعد سپین کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی تھی۔ اس مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۰ر ستمبر ۱۹۸۲ء کو فرمایا۔)

اٹلی: جنوری ۱۹۳۷ء میں اٹلی میں محترم ملک محمد شریف صاحب کے ذریعہ مشن کا آغاز ہوا۔ ۱۴ر اپریل ۱۹۴۶ء کو مشن کی توسیع کے لئے مزید دو مبلغین محترم مولوی ابراہیم خلیل صاحب اور محترم مولوی محمد عثمان صاحب وہاں بھجوائے گئے لیکن ۲۱ر نومبر ۱۹۴۷ء کو حکومت نے احمدی مبلغین پر پابندی لگادی تو مشن بند کرنا پڑا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۲، صفحہ ۷۳)

البتہ محترم ملک صاحب ناموافق حالات کے باوجود ۱۹۵۵ء تک اٹلی میں تبلیغ میں مصروف رہے۔ (تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۳۰۱)

البانیہ: ۱۸ر اپریل ۱۹۳۶ء کو حضرت مولوی محمد دین صاحب فاضل کو البانیہ کے لئے روانہ کیا گیا۔ آپ دو ماہ بعد البانیہ پہنچے لیکن کام کرتے ہوئے ابھی آٹھ ماہ ہی گزرے تھے کہ حکومت نے علاقہ سے نکل جانے کا حکم دیا اور اس طرح یہ مشن بند کرنا پڑا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپ یوگوسلاویہ چلے گئے۔ (تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۳۰۹)

یورپ کا پہلا شہید احمدی: ۱۹۴۶ء میں ایک البانوی سرکردہ رئیس جو البانیہ اور یوگوسلاویہ میں اثرورسوخ رکھتے تھے اور یوگوسلاوین پارلیمینٹ میں مسلمانوں کے نمائندہ تھے، کو اُن کے خاندان سمیت البانوی حکومت نے اس جرم میں قتل کرادیا کہ وہ کیمونسٹ طریق حکومت کے مخالف تھے۔ یہ یورپ کے پہلے احمدی شہید تھے۔ ان کی دردناک شہادت پر حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے نام اپنے پیغام میں فرمایا:

"یہ خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ اس کا ایک ایک قطرہ چلا چلا کر خدا تعالیٰ کی مدد مانگے گا۔ اس کی رطوبت کھیتوں میں جذب ہو کر وہ غلہ پیدا کرے گی جو ایمان کی راہ میں قربانی کیلئے گرم خون پیدا کریگا جو لوگوں کی رگوں میں دوڑ دوڑ کر انہیں میدان شہادت کی طرف لے جائے گا۔ اب یورپ میں جنگ کی طرح ڈال دی گئی ہے۔ مومن اس چیلنج کو قبول کریں گے اور شوق شہادت میں ایک دوسرے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔"

(تاریخ احمدیت۔ جلد دہم صفحہ ۵۸۴)

یوگوسلاویہ: حضرت مولوی محمد دین صاحب تبلیغ کے جرم میں البانیہ سے نکالے گئے تو حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر دسمبر ۱۹۳۶ء میں بلغراد (یوگوسلاویہ) تشریف لے گئے جہاں ابتداء میں آپ کو بے شمار تکالیف کا سامنا کرنا پڑا لیکن آہستہ آہستہ حالات سازگار ہونے لگے۔ (الفضل۔ ۲۸ر دسمبر

۱۹۳۹ء)۔ حضرت مولوی صاحب کے دوران قیام تیس سے زیادہ نفوس احمدیت میں داخل ہوئے تاہم ۱۹۴۰ء میں یہ مرکز بوجوہ بند کر دینا پڑا۔

ہنگری: محترم چودھری حاجی احمد خان ایاز صاحب ۱۶ر جنوری ۱۹۳۶ء کو قادیان سے روانہ ہو کر ۲۱ر فروری کو بوڈاپسٹ (ہنگری) پہنچے اور تحریک جدید کے تحت پہلا مشن قائم کیا۔ ہنگری کے پہلے احمدی ڈاکٹر لولوئیس آوار تھے جو ۱۰ر اپریل ۱۹۳۶ء کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان کا اسلامی نام محمد احمد ظفر رکھا گیا۔ پہلے ایک برس میں ۳۵ر افراد احمدیت میں داخل ہوئے۔
(الفضل ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۹ء، الفضل ۳۱ر مئی ۱۹۳۶ء)

۲۱ر اکتوبر ۱۹۳۶ء کو حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر مولوی محمد ابراہیم ناصر صاحب ہنگری چلے گئے اور ایاز صاحب کو پولینڈ بھجوا دیا گیا۔ مولوی ابراہیم صاحب نے ہنگری زبان میں سلسلہ کی کئی کتب کی اشاعت بھی کروائی۔ ۲۲ر نومبر ۱۹۳۸ء کو آپ واپس قادیان آگئے اور یہ مشن بند ہو گیا۔
(تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۲۹۲)

پولینڈ: پولینڈ میں تبلیغی کوششوں کا منظم آغاز ۱۹۳۷ء میں ہوا جب مکرم حاجی احمد خان ایاز صاحب ہنگری سے وہاں بھجوائے گئے۔ یہاں ۱۸ر افراد نے احمدیت قبول کی۔ آپ کچھ عرصہ وارسا میں گزار کر چیکوسلوواکیہ آگئے۔
(تاریخ احمدیت جلد ہشتم۔ صفحہ ۲۹۳)

چیکوسلواکیہ: چیکوسلواکیہ میں محترم حاجی احمد خان ایاز صاحب ہی کے ذریعہ احمدیہ مرکز جاری ہوا جب آپ جنوری ۱۹۳۸ء میں یہاں تشریف لائے لیکن حکومت کی طرف سے ویزا میں توسیع میں انکار کے باعث مجبوراً ۲۶ر جولائی کو ملک چھوڑنا پڑا۔ (الفضل۔ ۲۹ر جولائی ۱۹۳۸ء)

سوئٹزرلینڈ: زیورچ میں احمدیہ مرکز ۱۳ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو مکرم چودھری عبداللطیف صاحب، مکرم شیخ ناصر احمد صاحب اور مکرم غلام احمد بشیر صاحب کے ذریعہ قائم ہوا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۱)۔ سب سے پہلے ایک خاتون کو قبول اسلام کی سعادت ملی جن کا اسلامی نام محمودہ رکھا گیا۔ اکتوبر ۱۹۴۹ء میں مشن نے رسالہ "الاسلام" جاری کیا۔ فروری ۱۹۵۴ء میں مشن کو جرمن ترجمہ قرآن کی اشاعت کی توفیق ملی۔ ۱۹۵۵ء میں زیورچ مرکز تحریک جدید کے تحت مستقل بنیادوں پر قائم ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ ۹ر مئی تا ۱۰ر جون ۱۹۵۵ء بغرض علاج سوئٹزرلینڈ میں قیام فرما رہے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۲)

۱۹۵۹ء میں زیورچ میں ایک قطعہ زمین مسجد محمود کیلئے خریدا گیا۔ جس کا سنگ بنیاد ۲۵ر اگست ۱۹۶۲ء کو حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ نے رکھا اور افتتاح ۱۹۷۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا۔ (خالد فروری ۱۹۸۳ء)

فرانس: فرانس میں احمدیہ مشن کا قیام ۷ر مئی ۱۹۴۶ء کو محترم ملک عطاء الرحمٰن صاحب اور محترم چودھری عطاء اللہ صاحب کے ذریعہ عمل میں آیا۔ (الفضل ۷ر جون ۱۹۴۶ء)۔ ۱۳ر نومبر ۱۹۴۸ء کو فرانس میں جماعت احمدیہ کا پہلا پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ فرانس میں پہلی سعید روح نے ۲۳ر مئی ۱۹۴۹ء کو احمدیت قبول کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کا نام عائشہ رکھا۔ ۱۱ر نومبر ۱۹۵۱ء کو فرانس کا مشن اقتصادی مجبوریوں کے باعث بند کرنا پڑا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۲ر صفحہ ۲۴)۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ فرانس میں احمدیہ مشن کا احیاء حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ذریعہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۸۵ء کو پیرس میں ہوا۔

مالٹا: ۲۷ر جولائی ۱۹۵۵ء کو مالٹا کے ایک انجینئر نے حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کر کے مالٹا میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

ہالینڈ: محترم حافظ قدرت اللہ صاحب ۲ر جولائی ۱۹۴۷ء کو احمدیہ مشن قائم کرنے کے لئے ہیگ پہنچے۔ ۷ر جولائی ۱۹۵۰ء کو یہاں مسجد کی تعمیر کے لئے زمین خریدی گئی جس کا سنگ بنیاد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے ۲۰ر مئی ۱۹۵۵ء کو فرمایا اور پھر ۹ر دسمبر ۱۹۵۵ء کو افتتاح بھی آپؓ نے ہی فرمایا۔ مسجد فضل لندن کے بعد یہ دوسری احمدیہ مسجد تھی جو یورپ میں تعمیر ہوئی۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۱ و جلد ۱۲)

ہالینڈ مشن نے ۱۹۵۲ء میں ڈچ زبان میں ترجمہ قرآن کریم شائع کیا۔

۱۹۵۹ء میں رسالہ "الاسلام" بھی جاری کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۸ تا ۲۵ر جون ۱۹۵۵ء کو ہالینڈ کا دورہ فرمایا۔

آٹھ زبانوں کے ماہر ڈاکٹر اطالو کیوسی صاحب نے، جو جنرل انشورنس کمپنی کے جرمنی میں جنرل مینیجر تھے، ۱۹۶۹ء میں احمدیت قبول کی تو آپ کا نام عبدالہادی کیوسی رکھا گیا۔ آپ کو قرآن کریم کا اسپرانٹو میں ترجمہ کرنے کی سعادت ملی جو یورپ کی مشترکہ (مصنوعی) زبان ہے۔ ہالینڈ مشن نے یہ ترجمہ ۱۹۶۹ء میں شائع کیا جو اور ڈاکٹر کیوسی کی یہ کاوش سال رواں کی بہترین کتاب قرار پائی۔ (ماہنامہ خالد نومبر ۱۹۸۶ء)

بیلجئم: ۱۹۲۰ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے بیلجئم اور ہالینڈ کا دورہ کیا تھا۔ ۲۶ر نومبر ۱۹۴۸ء کو محترم ملک عطاء الرحمٰن صاحب نے فرانس سے بیلجئم جا کر ابتدائی احمدیہ مشن قائم کیا۔

آسٹریا: سوئٹزرلینڈ کے مبلغ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے ۱۹۶۰ء میں آسٹریا کے دو دورے کئے جن کے دوران کئی لیکچر زدیئے اور پمفلٹ تقسیم کئے نیز صدر مملکت سے بھی ملاقات کی۔ تاہم مشن کو باقاعدہ جاری نہیں رکھا جاسکا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۲۔ صفحہ ۱۲۰)

سکنڈے نیویا: سکنڈے نیوین ممالک میں پہلا احمدیہ مرکز ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں ۱۹۵۶ء میں مکرم سید کمال یوسف صاحب کے ذریعہ قائم ہوا۔ (تاریخ احمدیت جلد ہشتم)۔ تبلیغ کے سلسلہ میں ڈینش ترجمہ قرآن کے حصہ اول کی اشاعت ۱۹۶۱ء میں ہوئی۔

سویڈن میں تبلیغی کوششوں کا منظم آغاز حضرت مصلح موعودؓ کے عہد مبارک میں ہو چکا تھا اور جماعت کا قیام بھی عمل میں آچکا تھا۔ اسی طرح ناروے میں بھی حضورؓ کے دور میں ہی کوششوں کا منظم آغاز ہو چکا تھا۔

قابل توجہ: زندہ و جاوید "تاریخ احمدیت" کی محض یہ چند سطور ہیں لیکن ان میں سے ہر سطر ایک مکمل مضمون بن سکتی ہے!!!۔ آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ بھی ماضی کا حصہ بن جانے والا ہے اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی دیار مغرب میں کی جانے والی ہماری مساعی کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گی۔ پس ہمیں دعا کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

حضور انور کی طرف سے تازہ ترین تحریک انصار اللہ کے والہانہ لبیک کی منتظر ہے!

(عطاء المجیب راشد)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ 2004ء کے اختتامی خطاب میں، بعد ازاں مبلغین سلسلہ کے اجلاس میں اور پھر تیسری بار خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ اگست 2004ء میں احباب جماعت کو نظام وصیت میں شمولیت کی پُر زور تحریک فرمائی ہے۔ یہ وہ بابرکت نظام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں قائم فرمایا۔ اس کے قیام کی تحریک اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے دل میں ڈالی اور آپؑ نے اس بابرکت نظام میں شامل ہونے والوں کو اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ آپ نے اس نظام میں شمولیت کو در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جو راستباز سبقت کا نمونہ دکھاتے ہوئے اس میں شامل ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی لازوال رحمتوں کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے جلسہ کے خطاب میں اس کی پُر زور تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنی چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے آگے آئیں اور آئندہ ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار وصایا ہو جائیں تاکہ ہم کہہ سکیں کہ ایک سو سال میں کم از کم پچاس ہزار وصایا ہو گئے ہیں۔ اور پھر یہ بھی ایک میری خواہش ہے 2008ء میں خلافت کو پورے سو سال ہو جائیں گے تو اس وقت جماعت کو خلافت جوبلی منانی چاہئے۔ میری خواہش ہے کہ جب 2008ء میں خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پاک نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے خلافت کے سو سال پورے ہونے پر ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ اس لئے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی صف دوم اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے کیونکہ ستر پچھتر سال کی عمر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اس وقت تو صرف بچا کھچا ہی ہے جو پیش ہو سکتا ہے۔ عورتوں کو میں خاص طور پر کہتا ہوں کہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس پاک نظام میں شامل کریں۔

فرمایا دنیوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگائیں تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو "نظام نو" کے عنوان سے تقریر فرمائی تھی اس میں حضورؓ نے دنیا کے تمام دعووں کو کھوکھلے بتا کر اصل نظام "نظام وصیت" کو ہی قرار دیا تھا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ضمن میں رسالہ الوصیت سے متعدد اقتباسات سنا کر اس مبارک نظام کی اہمیت کو واضح فرمایا اور آخر پر فرمایا کہ غور کریں فکر کریں، اب تک جو سستیاں اور کوتاہیاں ہو چکی ہیں ان پر استغفار کریں اور آگے بڑھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپکو بھی بچائیں اور اپنی اولادوں کو بھی بچائیں۔

اس بابرکت تحریک میں ساری جماعت کے جملہ افراد کو مخاطب فرمایا گیا ہے۔ لیکن اپنی عمر کے حساب سے انصار اللہ کو بطور خاص اپنے آپ کو اس تحریک کا مخاطب سمجھنا چاہئے اور اس نیک اور بابرکت تحریک پر فوری طور پر لبیک کہنا چاہئے۔ انصار اللہ کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ان فقرات کو بہت غور سے پڑھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا:

"وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا۔ تیز قدم اٹھاؤ جو شام کے نزدیک ہے کو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔" (کشتی نوح)

انصار بھائیوں کو مزید توجہ کے لئے نظام وصیت کے بارہ میں چند ضروری ارشادات درج ذیل ہیں۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

☆ "ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت کے امتحان میں بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا"۔ (الوصیت)

☆ "اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کیے جائیں گے۔ اور ابد تک خدا کی رحمتیں ہوں گی"۔ (الوصیت)

(بقیہ صفحہ ۲۲ پر)

حضرت چودھری حاکم علی صاحب پنیار رضی اللہ عنہ

(نسیم احمد باجوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو بے شمار پیشگوئیاں عطا فرمائیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ "تیری مدد وہ خاص مرد کریں گے جنہیں ہم خود آسمان سے وحی کریں گے"۔ ایسے ہی خوش قسمت لوگوں میں سے ایک خاکسار کے نانا حضرت چودھری حاکم علی صاحب پنیارؓ تھے۔ آپ کا تعلق چک پنیار ضلع گجرات پاکستان سے تھا۔ سارے گاؤں کی قریباً 500 ایکڑ زمین تھی جس کے مالک آپؓ کے والد اور تایا کی اولاد تھی۔ اسی لئے سلسلہ کے اخبارات میں آپؓ کے نام کے ساتھ رئیس چک پنیار لکھا جاتا تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عین جوانی میں 1897ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

واقعہ بیعت

آپ کے خود نوشت حالات کے مطابق آپ کا واقعہ بیعت یوں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ایک اشتہار پڑھا جس میں لکھا تھا کہ جو شخص خدا کو پانا چاہتا ہے وہ مجھ سے رابطہ کرے اور آگے حضور کا پتہ دیا ہوا تھا۔ چونکہ آپ کو خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی ایک خاص لگن تھی اس لئے اس اشتہار کو پڑھ کر آپ نے قادیان جانے کا ارادہ کر لیا اور اس ارادہ کا ذکر اپنے ایک دوست سے کیا جو امام مسجد تھے۔ انہوں نے آپ کو قادیان جانے سے روکا اور حضرت اقدسؑ کے متعلق بہت سی نفرت دلانے والی باتیں کیں۔ وقتی طور پر آپ رُک گئے لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالا کہ بغیر کسی کو بتائے ایک دفعہ جا کر حضرت مرزا صاحب کو ملنا چاہئے تا کہ حقیقت حال کا علم ہو۔ چنانچہ آپ بغیر کسی کو بتائے قادیان چلے گئے۔ نماز مغرب کے وقت قادیان پہنچے۔ مسجد میں حاضر ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد حضورؑ تشریف فرما ہوئے تو آپؓ نے عرض کی کہ اس طرح میں نے آپ کا اشتہار پڑھا کہ جس نے خدا کو پانا ہو وہ مجھ سے رابطہ کرے تو میں اس غرض کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضورؑ نے سب حاضرین کو شامل کر کے اجتماعی دعا کروائی جو خشوع و خضوع سے بھری ہوئی تھی۔ حضورؑ کی عظیم روحانی شخصیت اور دعا کا آپؓ پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ آپ اسی وقت حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے قائل ہو گئے اور چند دن بعد دوبارہ قادیان جا کر با قاعدہ بیعت کی سعادت حاصل کر لی۔

واقعہ ہجرت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک صحبت کا ایسا اثر ہوا کہ حضرت چودھری صاحبؓ نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنا وطن، جائیداد اور عزیز و اقارب قربان کر کے مرکز سلسلہ قادیان میں آ جائیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیض یاب ہونگے۔ لیکن جب آپؓ نے اس بات کا ذکر اپنی اہلیہ سے کیا تو انہوں نے مخالفت کی، اسی طرح بڑے بھائی بھی مخالف تھے جس کا آپؓ کو بڑا صدمہ تھا۔ ان حالات کا ذکر کرتے کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: "میرا بھائی پہلے تو مخالفت کرتا رہا آخر اس نے کہا تم یہاں سے نہ جاؤ۔ ویسے جو تمہاری مرضی ہے کرو۔ خواہ کام کرو یا نہ کرو ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے"۔

واقعہ ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس کے ایک سال یا ڈیڑھ سال کے بعد ایک روز میرا بھائی ضلع سیالکوٹ میں گیا ہوا تھا۔ میں نے فوراً وہاں سے نکلنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ بیوی اور بچوں کو تیار کیا۔ رات کو میں نے تین چار گھوڑیاں لے لیں اور راتوں رات روانہ ہو گیا۔ میرے پاس قریباً پانچ سو روپیہ تھا جو میں نے ایک ہندو کھتری کو دیا اور کہا تم یہ لے کر چلو کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ دوسرے رشتہ دار میرا تعاقب نہ کریں اور مجھے واپس ہی نہ لے جائیں یا روپیہ ہی واپس نہ لے لیں۔ اس لئے میں نے اس کو آگے بھیج دیا۔ اور خود صبح کے قریب گجرات پہنچ گیا۔ گجرات سے ایک گاڑی جاتی تھی سٹیشن پر جب پہنچے تو وقت نہایت تنگ تھا۔ ٹکٹ لے کر گاڑی میں تو سوار ہو گئے لیکن کھتری پلیٹ فارم سے باہر ہی کھڑا رہ گیا اور ہم اس سے روپیہ نہ لے سکے۔ راستے میں جا کر معلوم ہوا کہ میرا چھوٹا لڑکا بھی پلیٹ فارم پر ہی رہ گیا تھا اس پر میری بیوی رونے لگی میں نے اسے کہا صبر کرو۔ میں نے اسے وزیر آباد کے سٹیشن پر ویٹنگ روم میں ٹھہرایا اور خود ٹانگہ لے کر گجرات پہنچا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ کھتری بچے کو لے کر ہماری تلاش میں وزیر آباد چلا گیا ہے۔ میں اسی ٹانگے پر واپس آیا تو کھتری مجھے وزیر آباد کے سٹیشن پر مل گیا۔ اس نے مجھے روپے بھی دیئے اور لڑکا بھی میرے حوالے کیا اور ہم دوسری گاڑی پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ ادھر جس وقت ہم سوار ہو کر گھر سے روانہ ہوئے تھے اسی وقت میرا بھتیجا فیض احمد گھوڑے پر سوار ہو کر سیالکوٹ چلا گیا اور میرے بھائی کو خبر دی کہ وہ اس طرح بال بچوں کو لیکر چلا گیا ہے۔ میرا بھائی اسی وقت میرے ایک دوست اور ایک نوکر کو لیکر روانہ ہوا۔ یہ تینوں آدمی گاڑی پر سوار ہو کر ہمارے پیچھے روانہ ہوئے کیونکہ ہمیں وزیر آباد میں ٹھہرنے کی وجہ سے کچھ دیر ہو گئی تھی اس لئے وہ تینوں آدمی دوسرے روز ہم کو امرتسر میں آملے۔ میرے بھائی نے مجھے دیکھ لیا اور میرے بیوی بچوں کو اتار لیا۔ میں نے بڑی منت سماجت کی کہ ہم نے ٹکٹ لئے ہوئے ہیں، ان کو ایک مرتبہ قادیان ہو آنے دو۔ مگر اس نے کوئی نہ مانی اور ان کو اتار لیا لیکن میں بیٹھا رہا۔ آخر جب میں نے دیکھا کہ یہ نہ مانے گا تو میں نے ان کے ٹکٹ پھینک دئے ساتھ ہی بھائی سے پھر کہا بڑی مہربانی ہو گی اگر آپ ان کو ایک مرتبہ قادیان سے ہو آنے دیں۔ مگر وہ نہ مانا، گاڑی روانہ ہو گئی میں نے گاڑی میں دعا کی: یا اللہ میں بڑا گنہگار ہوں کہ میرے

نصیب میں ہجرت نہیں۔ اے خدا تو ہی رحم کر اور انکے دل میں رحم ڈال کہ وہ میرے بال بچوں کو ساتھ لے آئیں۔ چنانچہ میری دعا قبول ہوگئی میرے بھائی کو کچھ خیال آگیا وہ ان کو دوسری گاڑی سے لے آیا۔ بٹالہ سے اس نے واپسی ٹانگہ کرایہ پر کیا ہوا تھا میرے بھائی نے مجھے کہا۔ تمہاری دلجوئی کیلئے ان کو لے آیا ہوں۔ اب تم ان کو جلدی واپس کر دو تاکہ میں ان کو اپنے ہمراہ ہی لے جاؤں۔ میں نے کہا کہ یہ اب اتنا کرایہ خرچ کر کے اور اتنا سفر طے کر کے آئے ہیں دو دن تو رہنے دو۔ جب اس نے دیکھا کہ میں کسی طرح نہیں مانوں گا تو آخر اس نے کہا اگر تمہارا باپ زندہ ہوتا تو آج تم سے فیصلہ کر لیتا۔ میں نے کہا۔ جو فیصلہ انہوں نے کرنا تھا وہ میں ہی کرتا ہوں والد صاحب نے بھی تو یہی فیصلہ کرنا تھا کہ اب تم نہ آنا۔ میں بھی یہی فیصلہ کرتا ہوں کہ اب میں نہیں آؤں گا۔

راستے میں جن مشکلات سے آپ کو گزرنا پڑا، ان کا ذکر آپ نے قادیان پہنچ کر حضرت مولانا نور الدین صاحب سے کیا اور حضرت مولانا نور الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا۔ اس پر حضورؑ نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا "ذَالِکَ فَضلُ اللہِ یوتیہِ مَن یشاء یہ خدا کا فضل ہے تو وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے"۔

اس کے بعد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت چودھری صاحبؓ فرماتے ہیں: میرا بھائی ویسے تو واپس چلا گیا، لیکن چونکہ اس کو میرے ساتھ بہت محبت تھی اس لئے اس نے واپس جا کر کچھ دنوں کے بعد اسی نوکر کو جسے وہ ہمراہ لایا تھا یہ کہہ کر بھیجا کہ حاکم علی سے کہنا جتنے دن چاہے ٹھہر جائے لیکن بیوی بچوں کو واپس بھیج دے۔ (دراصل یہ مجھے واپس لے جانے کی ایک ترکیب تھی)۔ ادھر میں نے قادیان میں مکان تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی مگر مکان نہ ملا۔ میری بیوی بھی یہاں رہ کر خوش نہ تھی اور اس کا دل بھی اداس رہتا تھا۔ چنانچہ جب نوکر آیا تو میری بیوی نے اسے الگ بلا کر کہا کہ یہ تو نہیں آئے گا مگر بھائی سے کہنا کہ خود آکر مجھے لے جائے۔ دوسری طرف میں نے نوکر سے یہ کہا کہ سردیوں کا موسم آرہا ہے اور ہمارے پاس بستر وغیرہ نہیں ہیں۔ ہم تو نہیں آئیں گے لیکن بھائی سے کہنا ہمارے بستر وغیرہ بھیج دیں۔ نوکر واپس چلا گیا اور یہی پیغام دیدیا۔

آپ کے بڑے بھائی چودھری ولی داد کو جب یہ پیغام پہنچا تو وہ گھر سے یہ ارادہ لے کر نکل پڑے کہ قادیان جا کر اپنے بھائی کو واپس لے کر آؤں گا، چنانچہ اسی جوش کی حالت میں قادیان آنے کے لئے گاڑی پر سوار ہوگئے۔ بٹالہ پہنچ کر واپسی کا سالم ٹانگہ کر کے قادیان پہنچے۔ چودھری صاحب سے سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ ابھی واپس چلو۔ آپ احتراماً خاموش رہے لیکن ایک بہت ہی حسین تدبیر سوجھی۔ انہوں نے بڑے بھائی سے کہا کہ میں تیار ہوں لیکن میں ذرا حضرت صاحب سے اجازت لے آؤں۔ بڑے بھائی کو خیال آیا کہ ممکن ہے وہ اجازت نہ دیں اس لئے وہ خود بھی ان کے ساتھ حضورؑ کی طرف چل پڑے۔ تاکہ دباؤ ڈال کر اپنی بات منوا سکیں۔ دونوں بھائی درِ مسیح پر پہنچ گئے۔ دستک دی۔ حضرت صاحب اس وقت صحن میں ٹہل رہے تھے۔ دستک سن کر خود ہی تشریف لے آئے اور دروازہ کھولا اور نہایت خندہ پیشانی سے آنے کی غرض دریافت فرمائی۔ حضرت چودھری صاحب نے اپنے بڑے بھائی کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا کہ حضور یہ میرے بڑے بھائی ہیں، ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ حضور نے مصافحہ کے لئے دست مبارک بڑھایا اور اندر آنے کے لئے کہا۔ (مکرم ملک غلام فرید صاحب کی روایت کے مطابق ان کے لئے حضورؑ نے ایک چارپائی پر، جس پر کوئی بستر وغیرہ نہ تھا، اپنی پگڑی کھول کر بچھا دی اور فرمایا تشریف رکھئے۔ غیر احمدی ہونے کی وجہ سے ان کے بھائی کا خیال تھا کہ حضور بھی عام پیروں کی طرح ہی ہونگے۔ لیکن یہاں ماجرا ہی کچھ اور تھا)۔

حضور علیہ السلام کی الٰہی تاثیر نے مختصر وقت میں ایسا اثر کیا کہ ان کے بھائی آبدیدہ ہوگئے اور حضور کے پاؤں پر گر پڑے۔ حضور نے محبت سے اٹھایا اور ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ ان کے بھائی نے وہیں بیعت کر لی۔ پھر دوران گفتگو عرض کیا کہ حضور مجھے اپنے بھائی سے بہت محبت ہے، اس لئے میری خواہش ہے کہ اجازت فرماویں کہ یہ مہینہ میں دس دن میرے پاس رہے اور بیس دن آپ کے پاس۔ کیونکہ اب تو یہ گاؤں سے سکونت ترک کر کے بالکل ہی چلا آیا ہے۔ حضورؑ نے ازراہ شفقت چودھری صاحب کو فرمایا کہ جس طرح آپ کے بڑے بھائی کہتے ہیں اسی طرح کریں۔

جماعتی خدمات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں 1901ء میں مقدمہ دیوار کے دنوں میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مجلس میں ذکر فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں انبیاء کی سنت کے مطابق قادیان سے ہجرت کرنی پڑے۔ اس موقع پر سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بھیرہ میں اپنے گھربار کی پیش کش کی۔ اس کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے سیالکوٹ میں اپنے گھربار کی پیش کش کی۔ بعد ازاں شیخ رحمت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ نے لاہور میں اپنے گھربار کی پیش کش کی۔ چونکہ حضور ہر بار خاموش رہے، اس لئے پھر حضرت چودھری حاکم علی صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور خاکسار اپنا گاؤں اس غرض کے لئے پیش کرتا ہے۔ چونکہ وہاں ہمارے مکمل مالکانہ حقوق ہیں اس لئے پوری آزادی کے ساتھ اور ہر قسم کی سہولت کے ساتھ تمام دینی امور سرانجام دیے جا سکیں گے۔ اس پر حضور نے فرمایا، اچھا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا، جہاں اللہ لے جائے گا، وہیں جائیں گے۔ (سیرت المہدی جلد اول، صفحہ ۱۳۸)

1900ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق منارۃ المسیح کی تعمیر کیلئے ایک اشتہار تحریر فرمایا جس میں اپنی جماعت کے ۱۰۱ مخلصین کے نام اپنے دست مبارک سے تحریر کر کے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ یہ لوگ منارۃ المسیح کی تعمیر کیلئے سو سو روپے دیں اور ان لوگوں کے نام مینار کے اوپر کندہ کئے جائیں تا قیامت تک لوگ ان کی اس دینی خدمت کو یاد رکھ کر ان کے لئے دعا کرتے رہیں۔ ان خوش قسمت لوگوں میں 88ویں نمبر پر حضرت چودھری صاحبؓ کا نام تحریر فرمایا۔ چنانچہ آپ نے حضور کی اس خواہش کو اپنی سعادت سمجھ کر پورا فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت مرزا

بشیر الدین محمود احمد صاحب نے خلیفۃ المسیح کی اجازت سے انصار اللہ کی تنظیم قائم کی جس کا مقصد یہ تھا کہ خلیفہ وقت کی تحریکات پر لبیک کہنے کے لئے احباب جماعت ہر قسم کی جانی و مالی قربانیاں پیش کریں۔ اس موقع پر یہ بھی شرط تھی کہ اس تنظیم میں شمولیت کرنے والا ہر شخص پہلے استخارہ کر کے اللہ تعالیٰ سے رضامندی حاصل کرے۔ حضرت چودھری صاحبؓ کو بھی اس مقدس روحانی تنظیم میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی اور یہی وہ تنظیم تھی جس میں منکرین خلافت کی تمام سازشوں کو بفضل تعالیٰ ناکام کیا اور یہی وہ تنظیم تھی جس نے 1913ء میں لنڈن میں جماعت احمدیہ کے مشن کی بنیاد رکھنے کے لئے سرمایہ مہیا کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت چودھری صاحبؓ کو نائب افسر بیت المال، آنریری افسر لنگر خانہ، آنریری انسپکٹر بیت المال، پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک نمبر 9 پنیار ضلع سرگودھا وغیرہ متعدد حیثیتوں سے خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ 1923ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر آپ کو تین ماہ کے لئے وقف کر کے تحریک شدھی کے خلاف جہاد کرنے کی بھی توفیق ملی۔ اس تحریک کے تحت تبلیغ کے ذریعے یوپی، انڈیا میں ہزاروں مسلمانوں کو ہندو مت قبول کرنے سے بچایا گیا اور تمام بڑے بڑے مسلمان لیڈروں اور اخبارات نے جماعت احمدیہ کی اس اسلامی خدمت کو خراج تحسین پیش کیا۔

سیرت و شمائل

حضرت چودھری صاحبؓ نے اپنے خود نوشت حالات میں تحریر فرمایا ہے کہ جب آپ کو پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو واپسی پر حضور نے آپ کو تین نصائح فرمائیں۔ اول قرآن مجید پڑھنا ترجمہ کے ساتھ اور سوچ سمجھ کر۔ دوم تہجد پڑھنا گو دو رکعت ہی سہی۔ سوم میرے ساتھ خط و کتابت رکھنا۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کی تعمیل اس طرح کی کہ قادیان سے واپسی کے وقت راستہ میں سب سے پہلے ایک قرآن کریم باترجمہ خریدا اور اسے غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ بعد میں اس قرآن کریم کے ہر صفحہ کے ساتھ ایک خالی صفحہ لگایا اور اس پر نوٹس لکھنے شروع کر دیے۔ قرآن شریف کو سمجھنے کے لئے قادیان جا کر حضرت مولانا نورالدین صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہما سے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا۔ اس غرض کے لئے آپ نے باقاعدہ عربی زبان کی گرامر کی دو معروف کتب کتاب الصرف اور کتاب النحو پڑھیں۔ بعد ازاں خلفاء سلسلہ کے درسوں میں باقاعدہ شامل ہوتے رہے اور نوٹس لیتے رہے۔ آپ نے ہمیشہ روزانہ درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا اور قرآن کریم کے نور کو ہر جگہ پھیلانے کی کوشش کرتے رہے۔ تہجد، نوافل اور فرض نمازوں کی ادائیگی کے لئے آپ نے اپنے گاؤں واپس جا کر اپنے گھر کے احاطہ میں ایک چھوٹی سی مسجد بنوائی اور وہاں دن رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے۔

آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ میں تہجد کے وقت تقریباً دو بجے اٹھتا تھا اور اس مسجد میں نماز پڑھتا تھا اور سارا دن تہجد سے عشاء تک بیس یا بائیس گھنٹے مسجد میں بیٹھا رہتا...... روزہ رکھتا تھا...... بے تکلف میں اتنا وقت قرآن شریف، نماز اور دعا میں صرف کرتا اور نہایت خوش رہتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ "ان مجاہدات کے بعد میری حالت ایسی ہو گئی کہ جس معاملہ کے بارہ میں بھی دعا کرتا اور توجہ کرتا اسی وقت اس کی صحیح خبر مل جاتی، یعنی بذریعہ کشف اور اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے ساتھ، قرآن شریف کے ساتھ اور نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ میری محبت بڑھ گئی۔ مسیح موعود علیہ السلام پر میرا ایسا ایمان مضبوط ہو گیا جو کبھی لرزہ نہیں کھا سکتا، کیونکہ میرا ایمان مشاہدہ کا ایمان ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت کا سلسلہ بھی باقاعدہ جاری رہتا اور ہجرت سے پہلے گاؤں سے ہر ماہ قادیان جا کر حضور کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔ بعد میں قادیان ہجرت کر لی اور اکثر وقت قادیان میں گزارتے۔ ایک دفعہ گورنمنٹ کی طرف سے کہا گیا کہ اگر آپ اکثر وقت گاؤں میں گزاریں تو ہم آپ کو ذیلدار بنا دیں گے۔ لیکن آپ نے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ یاد رہے اس وقت آپ نمبر دار اور سفید پوش تھے اور اس کے آگے ترقی کر کے آپ ذیلدار بن جاتے تو اسی پچاسی گاؤں کے سربراہ بن جاتے جو دنیاوی لحاظ سے بہت بڑی عزت کا مقام تھا۔ لیکن آپ نے اس کی قطعاً پرواہ نہ کی اور عہد بیعت کے الفاظ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" کی پوری پوری تعمیل کی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی اور دنیاوی ہر دو لحاظ سے عظیم الشان فضلوں سے نوازا۔

آپؓ کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لحاظ سے ایک بہترین نمونہ تھے۔ راست گو، دعوت الی اللہ کا غیر معمولی شوق رکھنے والے، بنی نوع انسان کی خدمت کرنے والے، خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء سلسلہ اور تمام کارکنان جماعت اور احباب جماعت سے انتہائی محبت کرنے والے تھے اور مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے۔

شریعت کی پابندی

26 مارچ 1908ء کو مسجد مبارک قادیان میں حضرت چودھری حاکم علی صاحبؓ کے بیٹے غلام مصطفیٰ صاحب کا نکاح بابو غلام حسین صاحبؓ ساکن لوہری والا وزیر آباد کی بیٹی زینت بی بی صاحبہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔ اس موقع پر ایڈیٹر اخبار الحکم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے اخبار الحکم میں اس نکاح کی جو خبر شائع کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت چودھری صاحبؓ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر قسم کی بدعات و رسوم سے بچنے والے تھے اور شریعت اسلامیہ کی پابندی کرنے میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ تھے۔ اخبار نے لکھا: "اس پر فتنہ زمانہ میں جہاں دینی معاملات میں ہزاروں قسم کی بدعات اور عقائد مروج ہیں اس کے ساتھ ساتھ دوسرے پہلو میں دنیوی امور میں بھی اسراف اور فضول خرچی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔

بیاہ شادیوں میں اور خصوصاً جب ان لوگوں کے بیاہ شادی وغیرہ کی رسومات کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جاوے جو اپنی دنیوی زندگی کی قدر متوسط درجہ کی رکھتے ہیں اور ان کے تعلقات باہمی بہت وسیع ہیں تو عجیب قسم کی حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اپنی جھوٹی اور چند روزہ عزت کے واسطے بے دریغ روپیہ فضول کاموں میں خرچ کر دیتے ہیں (یعنی برباد کر دیتے ہیں) خصوصاً وہ قوم اور برادری جس سے ہمارے معزز دوست چودھری حاکم علی صاحب اور بابو غلام حسین صاحب تعلق رکھتے ہیں ان کاموں میں بے دریغ روپیہ خرچ کرنا موجب عزت اور باعث فخر جانتی ہے۔ مگر قابل تقلید ہیں یہ دونوں صاحب اپنی زمیندار برادری میں جنہوں نے ان سارے جنجالوں اور زنجیروں کو یکدم اپنے گلے سے اتار پھینکا اور کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کر کے بالکل سادگی اور سنت رسول اللہ اور پابندی شریعت کے مطابق یہ نکاح کیا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار کا عملی نمونہ دکھایا"۔

حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے حضرت چودھری صاحبؓ کی سیرت کے متعلق کئی ایمان افروز واقعات بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ تھا کہ "ایک دفعہ حضرت چودھری صاحبؓ نے خاکسار کو بتایا کہ کسی کیس کے سلسلے میں پولیس نے ان کی گواہی رکھ دی جو سچی نہ تھی حضرت چودھری صاحب اس واقعہ کے وقت موجود نہ تھے اور پولیس نے چودھری صاحب کی موجودگی ظاہر کر کے ان کی گواہی رکھ دی۔ آپؓ نے جھوٹی گواہی دینے سے انکار کر دیا اس پر پولیس بہت ناراض ہوئی اور چودھری صاحب کو نمبرداری سے الگ کر دینے کی دھمکی بھی دی۔ آپ انگریز ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے اور ساری بات بتائی اور کہا کہ اگر نمبرداری اور سفید پوشی کے یہی معنی ہیں تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ ڈپٹی کمشنر آپ کی سچائی سے بہت متاثر ہوا اور چودھری صاحب کو یقین دلایا کہ کوئی کارروائی آپؓ کے خلاف نہیں کی جائے گی۔

حرف آخر

حضرت چودھری صاحبؓ 6 جنوری 1942ء کو قادیان میں بعمر تقریباً 70 سال وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ازراہ شفقت خود نماز جنازہ پڑھائی۔ چونکہ آپ نظام وصیت میں شامل تھے اور سارا حصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کر چکے تھے، اس لئے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔ آپ نے اپنی وفات سے پہلے جو وصیت تحریر فرمائی اس میں اپنی اولاد کو یہ بھی نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ نظام وصیت میں شامل ہوتے رہیں۔

حضرت چودھری صاحبؓ کی دعوت الی اللہ کا ایک ثبوت چک 9 شمالی ضلع سرگودھا کی مضبوط جماعت ہے جس کے اکثر افراد آپؓ کے عزیز اقارب اور ان کی اولادیں ہیں جو آپؓ کے ذریعہ ہی احمدی ہوئے۔ آج بفضل تعالیٰ آپکے عزیز و اقارب کی بہت بڑی تعداد مختلف ممالک میں خدمت دین بجا لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے بزرگ باپ کے نقش قدم پر احسن رنگ میں چلنے کی توفیق دے اور آپؓ کی روح کو ان کی طرف سے خوش خبریاں ملتی رہیں۔

بقیہ: تازہ تحریک ...... وصیت کریں

☆ "کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے، انسان کا اس میں دخل نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا"۔ (الوصیت)

ارشاد سیدنا حضرت مصلح موعودؓ:

"وصیت خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے اور وصیت کے بارہ میں سستی دکھلاتے ہیں، مَیں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔

جس قدر ہو سکے دوستوں کو بھی چاہئے کہ وہ وصیت کریں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے"۔ (الفضل یکم ستمبر 32ء)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ:

"اللہ تعالیٰ جب بھی کوئی تحریک جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کے دل میں ڈالتا ہے تو اس کے متعلق آپ کو پوری طرح مطمئن ہونا چاہئے کہ ضرور کوئی الٰہی اشارے ایسے ہیں جو مستقبل کی خوش آئند باتوں کا پتہ دے رہے ہیں اور وہ تحریک جو بظاہر معمولی سی آواز اٹھتی نظر آتی ہے ایک عظیم الشان عمارت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس تحریک میں آپ اس لئے حصہ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کی تحریک ہے تو اس میں عظیم الشان برکتیں پڑیں گی جو آپ کے تصور سے بھی بالا ہوں گی"۔

اللہ تعالیٰ جملہ انصار بھائیوں کو توفیق دے کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس تازہ تحریک پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے نَحْنُ انصار اللّٰہ کے دعویٰ کو سچا ثابت کر دکھائیں اور اس طرح حضور انور کی خوشنودی حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ابدی رضا اور اس کے بے پناہ فضلوں کو پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب انصار بھائیوں کو مومنانہ مسابقت کا نمونہ دکھانے کی توفیق دے۔ آمین۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

(چوھدری محمد ابراھیم)

حضرت صاحبزادہ صاحب بہت ہی پیاری شخصیت کے مالک تھے آپ انجمن تحریکِ جدید کے صدر اور وکیل اعلیٰ تھے اسکے علاوہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے صدر بھی تھے۔ ساری عمر خدمتِ دین میں گزری، جماعت کے اعلیٰ عہدوں پر کام کیا۔ بیحد صائب الرائے اور دور اندیش واقع ہوئے تھے۔ عالم باعمل، دین و دنیا کے نشیب و فراز سے خوب واقف اور نفسیات کے ماہر تھے۔ ان کی شخصیت بڑی ہمہ گیر اور بے شمار خوبیوں سے مرصّع تھی۔ آنے والے ان کے بارہ میں بہت کچھ لکھیں گے اور احمدیت کی تاریخ میں ان کا مقام متعیّن کریں گے۔ اس مضمون میں انصار اللہ کے حوالہ سے ہی تحریر کیا جائے گا۔

پیدائش :

آپکی پیدائش کی تاریخ 9 مئی 1914ء ہے۔ آپکے والد ماجد حضرت مصلح موعودؓ نے آپکا نام مبارک احمد رکھا۔ آپکی والدہ ماجدہ حضرت محمودہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی تھیں۔

عظیم باپ کے سایہ تلے تربیت:

حضرت مصلح موعودؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بچپن سے ہی حضرت اماں جانؓ کی نگرانی میں دیدیا گیا تھا۔ ان سے چھوٹے بیٹے حضرت میاں مبارک احمد صاحب تھے جن کو حضرت مصلح موعودؓ کی براہِ راست نگرانی میسّر آئی۔ حضرت میاں صاحب نے اپنی تربیت کے دو واقعات کا ذکر فرمایا ہے جو انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔

ایک دن میرے ساتھ دو تین لڑکیاں صحن میں ایک گھریلو کھیل (آنکھ مچولی) کھیل رہی تھیں۔ مجھے کسی بات پر غصہ آیا اور میں نے ان میں سے ایک کے منہ پر طمانچہ مارا۔ عین اسی وقت اباجانؓ مغرب کی نماز پڑھا کر صحن میں داخل ہو رہے تھے۔ آپ نے مجھے طمانچہ مارتے ہوئے دیکھ لیا۔ سیدھے میرے پاس آئے۔ مجھے کھڑا کر کے اس لڑکی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ مبارک نے تمہارے منہ پر طمانچہ مارا ہے، تم اس کے منہ پر اسی طرح طمانچہ مارو۔ وہ لڑکی اسکی جرأت نہ کر سکی، بار بار کہنے کے باوجود اس نے میرے منہ پر طمانچہ نہیں مارا۔ اس کے بعد آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اس کا باپ نہیں اس لئے تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ یاد رکھو کہ میں اس کا باپ ہوں۔ اگر تم نے آئندہ ایسی حرکت کی تو میں سزا دونگا۔ (یہ ایک یتیم لڑکی تھی جس کو اباجان نے اپنی کفالت میں لیا ہوا تھا)۔ یتیموں سے حسنِ سلوک اور ان کی عزت اور احترام کا یہ ایسا سبق تھا جو میں کبھی نہیں بھولا۔ میری عمر اس وقت سات آٹھ سال کی تھی۔ یہ لکھتے ہوئے بھی وہ نظارہ مجھے یاد ہے۔

اباجان کے ساتھ کھانا کھانا بھی تربیت اور اعلیٰ اخلاق کا موجب بنا۔ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے سب بچوں پر نظر رکھتے کہ ڈش سے کھانا نکالا ہے تو کیا اپنے سامنے والے حصہ سے نکالا ہے یا نہیں۔ لقمہ منہ میں ڈال کر منہ بند کر کے کھانا چبایا ہے یا نہیں۔ کھاتے وقت منہ سے آواز تو نہیں نکلتی۔ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ صابن سے دھوئے تھے یا نہیں۔ غرض کوئی پہلو بھی آپ کی نظر سے اوجھل نہ تھا۔ بعض دفعہ میں حیران ہوتا تھا کہ خود تو کھاتے ہوئے ڈاک بھی دیکھتے جاتے ہیں۔ خطوط پر نوٹ بھی لکھتے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی لقمہ بھی منہ میں ڈالتے ہیں۔ نظر بھی نیچی ہوتی ہے اس کے باوجود ہماری ہر حرکت پر نظر ہے۔ بہت کم خوراک تھی۔ ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ آپ اتنا کم کھاتے ہیں میں بھی کم کھایا کروں۔ میں نے آدھا پُھلکا (پُھلکا ہمارے گھروں میں بہت کم آٹے کی پتلی سی روٹی کو کہتے ہیں) کھانا شروع کیا۔ ایک دن مجھے فرمانے لگے کہ میں ایک ماہ سے دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت کم کھانا کھاتے ہو تمہارے لئے مناسب نہیں، تم ابھی بچے ہو۔ تمہاری نشوونما کی عمر ہے اس عمر میں پیٹ بھر کر کھانا چاہیئے۔ تھوڑا کھانا تمہارے اعضاء پر مضر اثر کرے گا، تم پر بڑی بھاری ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں ان کو کیسے اٹھا سکو گے۔

انصار اللہ مرکزیہ میں خدمات

تاریخ انصار اللہ کے حوالہ سے آپ سب سے پہلے 1956ء میں نائب قائد عمومی کے طور پر نامزد کئے گئے۔ 1957ء میں قائد اصلاح وارشاد، 58ء میں بھی قائد اصلاح وارشاد رہے۔ 59ء میں قائد خدمتِ خلق وایثار بنائے گئے اور 1960ء میں پہلی دفعہ نائب صدر بنے اور 1968ء تک اسی عہدہ پر کام کرتے رہے۔ نومبر 1965ء میں جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو 1968ء تک حضورؒ صدر انصار اللہ تو خود ہی رہے مگر انصار اللہ کے کام کی مفصل نگرانی حضرت میاں صاحب کے سپرد ہو گئی۔ 1968ء کے آخر پر مجلس شوریٰ انصار اللہ عالمگیر نے آپ کو باقاعدہ صدر مجلس منتخب کیا اور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی منظوری عطا فرمائی۔ اس طرح 1978ء کے آخر تک آپ صدر انصار اللہ کے طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے۔ 13 سال کے لمبے عرصہ تک آپ کو صدر مجلس رہنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

مجلس انصار اللہ کا پانچواں دور:

تاریخ انصار اللہ کے مصنف نے حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے عرصہ صدارت کو مجلس انصار اللہ کے پانچویں دور سے منسوب کیا ہے۔ اس دور کے تناظر میں بعض امور پیش خدمت ہیں۔ مجلس انصار اللہ کے کام کی راہنمائی جب حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے سپرد ہوئی

تو آپ کی زیرِ نگرانی مجلس کے تمام کام حسبِ سابق پوری توجہ اور انہماک سے جاری رہے اور جس نہج پر پہلے پروگرام جاری تھے، بدستور انہی لائنوں پر کام ہوتا رہا۔ البتہ بعض امور میں آپ نے تبدیلی کی ضرورت محسوس کی اور بعض نئی چیزوں کو شروع کیا جن کا مختصر تذکرہ حسبِ ذیل ہے۔

بڑی مجالس کی تنظیمِ نو:

کراچی اور لاہور کی مجالس بہت بڑی تھیں اور بڑے وسیع علاقے پر پھیلی ہوئی تھیں ان میں ایک زعیم اعلیٰ کیلئے کام سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا اسلئے صدر محترم نے ان شہروں کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا اور ہر حصہ کیلئے الگ الگ زعمائے اعلیٰ مقرر فرمائے تاکہ کام سہولت سے اور بہتر رنگ میں سر انجام دیا جاسکے۔ مسابقت کی روح پیدا کرنا بھی مدّ نظر تھی۔

سنڈے کلاسز کی تحریک:

نئی نسل کی تربیت اور اصلاح کیلئے آپ نے سنڈے کلاسز کے اجراء کی تحریک فرمائی۔ بڑی مجالس میں اس امر کی کمی محسوس ہو رہی تھی کہ بچوں کی دینی تعلیم کا معقول انتظام نہیں ہے اور اس وجہ سے بہت سی خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اسلئے آپ نے یہ تحریک فرمائی کہ بڑی مجالس ہفتہ میں حسبِ حالات کوئی ایک دن ایسا مقرر کرلیں جس میں بچے ایک جگہ جمع ہو سکیں اور ان کو مناسب رنگ میں تعلیم و تربیت دی جاسکے۔

مجلس مشاورت کے موقع پر اجلاسات:

مجلسِ شوریٰ جماعت احمدیہ کے موقعہ پر جو عموماً اپریل کے مہینہ میں ہوتی ہے تمام جماعتوں کے نمائندے ملک کے مختلف علاقوں سے جمع ہوتے ہیں اور تین چار دن ربوہ میں قیام کرتے ہیں۔ اس اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی زیر ہدایت شوریٰ کے پہلے دن شام کے اجلاس کے بعد تمام ناظمین اعلیٰ انصاراللہ، ناظمینِ اضلاع اور مرکزی قائدین انصاراللہ کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا تاکہ تنظیم سے متعلق اہم امور پر تبادلہ خیال کیا جاسکے، مشورہ ہو اور کام کو آگے بڑھانے کی تدابیر سوچی جاسکیں۔

تحریکِ خاص انصاراللہ:

الٰہی سلسلوں کی ترقی کیلئے جہاں دعاؤں اور انابت الی اللہ کی ضرورت ہوتی ہے وہاں افرادی قوت اور ذرائع کی فراہمی کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ وسائل جتنے مضبوط ہونگے ترقی کی طرف قدم اسی تیزی سے اٹھے گا۔ مجلس انصاراللہ اپنی بساط کے مطابق کام تو کر رہی تھی لیکن سرعت سے بڑھتی ہوئی گرانی کے پیشِ نظر 1969ء میں صدر مجلس نے مالی حالات کا جائزہ لیا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ اس قابل نہیں کہ تسلی بخش طور پر کام کیا جاسکے۔ اس کو مضبوط کئے بغیر اس امر کا اندیشہ رہے گا کہ کہیں کام کی رفتار سست نہ پڑ جائے اور جاری شدہ پروگرام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔ اس صورتِ حال کی اصلاح کیلئے جہاں آپ نے انصاراللہ کے جملہ اراکین کو توجہ دلائی کہ وہ اپنی پوری آمد پر شرح کے مطابق چندہ ادا کریں وہاں بعض مخیّر اور ذی ثروت انصار کو کم از کم یکصد روپیہ عطیہ پیش کرنے کی اپیل کی۔

اللہ تعالیٰ نے اس تحریک میں بے حد برکت بخشی۔ دوستوں نے دل کھول کر عطایا بھجوائے اور تھوڑی سی مدت میں ایک معقول رقم اس مد میں جمع ہو گئی۔ انصار کے اس فراخدلانہ تعاون کے باعث مالی پوزیشن خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی حد تک مضبوط ہو گئی۔ یہ اس کی برکت ہے کہ اکتوبر 1971ء میں جب مجلس شوریٰ کی سفارش پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ انصاراللہ گاڑی خریدے تو اس مد سے استفادہ کیا گیا اور فوری طور پر حضور کے ارشاد کی تعمیل ہو گئی۔

گیسٹ ہاؤس انصاراللہ:

1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ محسوس کیا کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بیرونِ پاکستان سے بعض افراد انفرادی حیثیت میں آتے ہیں اور شریکِ جلسہ ہوتے ہیں۔ اس کی نسبت یہ بہت بہتر ہے کہ دوسرے ممالک سے افراد جماعت وفود کی شکل میں مرکز سلسلہ میں آیا کریں۔ اس طرح زیادہ افراد کو شامل ہونے کی تحریک ہو گی اور جماعتوں کے وقار میں بھی اضافہ ہو گا۔ اس کے لئے باہر سے آنے والوں کیلئے مناسب رہائش کا سوال پیدا ہوتا تھا، حضورؒ نے ہدایت فرمائی کہ صدر انجمن احمدیہ، تحریکِ جدید، مجلس انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اپنے اپنے طور پر باہر سے آنے والوں کے لئے گیسٹ ہاؤس تعمیر کریں۔ جس وقت حضور نے یہ تحریک فرمائی اس وقت بعض لوگوں کا خیال تھا کہ دوسری تنظیموں کیلئے تو اپنا گیسٹ ہاؤس تعمیر کرنے میں اتنی دقت نہ ہو گی کیونکہ ان کی مالی پوزیشن مضبوط ہے لیکن مجلس انصاراللہ شاید اس بوجھ کو نہ اٹھا سکے کیونکہ اس کے مالی وسائل نسبتاً محدود ہیں۔ جب لوگوں کے اس شبہ کا علم حضرت میاں صاحب کو ہوا تو انہوں نے اپنے قادر و توانا خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے دل میں یہ عزم کیا کہ انصاراللہ کا گیسٹ ہاؤس سب سے پہلے تعمیر ہو گا۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی اس خواہش اور عزم کو پورا کرنے کے سامان اپنے خاص فضل و کرم سے مہیا فرما دئے۔ اور جن انصار کو آپ نے دستِ تعاون بڑھانے کیلئے پکارا انہوں نے بشاشتِ قلب اور فراخدلی کے ساتھ اس کارِ خیر میں حصہ لینے پر آمادگی ظاہر کی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے پوری رقم کے جمع ہونے کا انتظار کئے بغیر تعمیر کا کام شروع کروا دیا۔ پھر روپیہ آتا چلا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک خوبصورت عمارت جو تمام جدید سہولتوں سے آراستہ ہے معرضِ وجود میں آ گئی اور اس طرح مجلس انصاراللہ کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی سب سے پہلے تعمیل کرنے کی سعادت حاصل ہو گئی فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

قیادت مجالس بیرون:

جب بیرونی ممالک میں جماعتیں تیزی سے قائم ہو رہی تھیں اور پرانی جماعتیں کافی حد تک منظم ہو چکی تھیں تو اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ممالک بیرون میں بھی ذیلی تنظیموں کا نظام قائم کر دیا جائے۔ اس ضرورت

کے پیشِ نظر صدر محترم نے ایک نئی قیادت قائم فرمائی جو قیادت مجالس بیرون کے نام سے موسوم تھی۔ اس قیادت کے تحت بیرونی مشنز سے رابطہ قائم کر کے مجلس کا لائحہ عمل اور دستور اساسی ان کو بھجوایا جاتا رہا اور ہدایت دی جاتی رہی کہ مقامی طور پر جہاں جہاں ممکن ہو، انصار اللہ کی تنظیمیں قائم کی جائیں۔ ہر ملک میں مبلغ انچارج بلالحاظ عمر نائب صدر کے عہدہ پر فائز ہوتا اور قیادت مجالس بیرون کے توسط سے مرکز سے رابطہ قائم رکھتا۔ 1978ء تک مندرجہ ذیل ممالک میں مجالس انصار اللہ باقاعدگی سے قائم ہو چکی تھیں:

☆ انگلستان: انگلستان میں اس وقت تک چودہ مقامات مثلاً لندن، کرائیڈن، برمنگھم، جلنگھم، یارک شائر، ساؤتھ ہال، بریڈ فورڈ وغیرہ میں باقاعدہ مجالس قائم ہو چکی تھیں۔ 1978ء میں جبکہ جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کے زیرِ اہتمام حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر ایک بین الاقوامی کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی۔ مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ اپنے خرچ پر اس کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صدر مجلس نے انہیں ہدایت کی کہ انگلستان کی مجالس کا بھی دورہ کریں اور انکی کارکردگی کا جائزہ لیں۔ حضرت شیخ صاحب موصوف کے دورہ اور مساعی کے نتیجہ میں وہاں کی مجالس کے سالانہ بجٹ میں جہاں قابلِ ذکر اضافہ ہوا وہاں مجالس انگلستان کا ایک ریزرو فنڈ بھی قائم ہو گیا۔ اس فنڈ سے آئندہ ہر سال ایک سو پونڈ مالیت کے پانچ انعامات جماعت ہائے انگلستان کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر درج ذیل تفصیل کے مطابق دئے جانے کا فیصلہ ہوا۔

انگلستان کی تمام مجالس میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کیلئے ایک رننگ ٹرافی بطور انعام اس مجلس کو دی جایا کرے گی جس نے مندرجہ ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ کی ہو گی۔

1۔ ماہوار اور تربیتی اجلاس میں باقاعدگی، بجٹ کے مطابق چندوں کی وصولی، ماہانہ رپورٹوں کی بالالتزام ترسیل، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تقسیم لٹریچر۔

2۔ دوسرا انعام قرآن کریم کا ایک پارہ حفظ کرنے والے کو جس نے قرأت اور تلفظ کے لحاظ سے بہتر حفظ کیا ہو گا۔

3۔ تیسرا انعام اسے جس نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات (حسبِ تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) نیز قرآن کریم کے تیسویں پارہ کا آخری ربع سب سے بہتر طور پر یاد کیا ہو گا، دیا جائیگا۔

4۔ چوتھا انعام مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والے کو بشرطیکہ کم از کم آٹھ چھوٹی بڑی کتب بشمول کشتی نوح اور رسالہ الوصیت کا مطالعہ کیا ہو۔

5۔ پانچواں انعام اطفال و ناصرات میں سے دینی معلومات کے مقابلہ میں اوّل آنے والے کو دیا جائیگا۔ مقابلہ کے نصاب میں پوری نماز، قرآن کریم کی تین دعائیں، آنحضرت ﷺ کی تعلیم کردہ تین دعائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو الہامی دعائیں شامل ہونگی۔

☆ امریکہ: امریکہ میں واشنگٹن، نیویارک، شکاگو، پٹس برگ، ڈیٹن اور کلولینڈ میں مجالس قائم ہو گئی تھیں۔ ان کے ماہوار اجلاس، قرآن کریم کا درس، حسبِ موقع وقارِ عمل اور یوم التبلیغ منانے کا انتظام کیا جاتا تھا۔

☆ اس کے علاوہ جزائر فجی میں صوا، لٹوکا، ناندی اور مارو کے مقامات پر مجالس سرگرمِ عمل تھیں۔ نیز سری لنکا، برما، کینیڈا، جرمنی، نائیجیریا، غانا، سیرالیون، کینیا، آئیوری کوسٹ، ماریشس اور انڈونیشیا میں بھی مجالس قائم ہو چکی تھیں۔

قیادت قلم دوستی:

بیرونی ممالک کے افراد سے تعلق اور رابطہ بڑھانے کیلئے قلم دوستی کی قیادت قائم کی گئی جس کا کام تھا کہ بیرونی ممالک کے موزوں افراد سے پاکستانی انصار کا تعارف کروایا جائے اور قلم دوستی کا سلسلہ قائم کیا جائے۔

یتامٰی کی خبرگیری کی تحریک:

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اپنے عرصہ صدارت میں اس اہم امر کی طرف خصوصی توجہ کی اور قیادت ایثار کے تحت یتامٰی کے بارہ میں ضروری کوائف جمع کئے گئے۔ اور پھر مرکزی مجلس عاملہ میں غور وخوض کے بعد یہ کام ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ اس کمیٹی نے متعدد تجاویز یتامٰی کی خبرگیری کیلئے پیش کیں جن پر عملدرآمد کیا گیا۔

اسلامی معاشرہ کا قیام:

اُس دور میں ہر طرف سے یہ بات سننے میں آرہی تھی کہ ملک میں نظامِ مصطفیٰ قائم ہونا چاہئے اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل عمل میں آنی چاہئے لیکن اسلامی معاشرہ کا واضح تصور اور اس کے قیام کی معین اور صحیح صورت مفقود تھی۔ اس پس منظر میں حضرت میاں صاحب نے مجلس انصار اللہ کے مرکزی اجتماعات کے موقع پر تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا اور اسلامی معاشرہ کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ڈالی جن موضوعات پر آپ نے متعدد سالوں میں خطاب کیا ان میں سے چیدہ چیدہ یہ ہیں۔ معاشرہ کے مختلف طبقات میں دینی و روحانی امور، عدالتی امور، اور اجتماعی زندگی سے متعلق امور میں مساوات کا قیام اور اس سے متعلق اسلامی تعلیم کو آپ نے تفصیل کے ساتھ پیش فرمایا۔ اس کے علاوہ اسلامی اخوت کے قیام وبقا اور استحکام کے قرآنی ذرائع پر بھی روشنی ڈالی۔

بیرونی مجالس کے اجتماعات میں شرکت:

ربوہ سے باہر بڑی بڑی مجالس اور ضلعی تربیتی اجتماعات میں مرکزی نمائندگان اور خود صدر مجلس کی شرکت انصار اللہ کے پروگرام کا اہم حصہ ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نمائندگان بھجوانے کے ساتھ ساتھ خود بھی ان اجتماعات میں شریک ہوتے رہے۔ آپ کے ان دورہ جات سے مجالس اور خود انصار اللہ کی بیداری اور کام کو آگے بڑھانے میں بڑی

مدد ملی۔ ضلعی ناظمین اور زعمائے اعلیٰ کی بڑی خواہش ہوتی تھی کہ حضرت میاں صاحب بنفسِ نفیس ان کے پروگراموں میں شرکت فرمائیں۔ مرکز میں آپ کی مصروفیات اور ذمہ داریاں بہت وسیع تھیں۔ علاوہ ازیں بیرونِ پاکستان تحریک جدید کے دورہ جات اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ساتھ تحریک جدید کی نمائندگی کے کام آپ کے سپرد تھے۔ اس کے باوجود کوشش کر کے آپ وقت نکالتے رہے اور انصاراللہ کے ان اجتماعات بنفسِ نفیس شامل ہوتے رہے۔

کارکنان کی حوصلہ افزائی:

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اپنے ساتھیوں اور دفتر میں کام کرنے والے کارکنان کی بیحد حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ انکی ضروریات اور مشکلات کا خیال رکھتے اور انکے حل کیلئے جو کچھ زیادہ سے زیادہ بن پڑتا اسے ضرور روا رکھتے۔ ہمیشہ یہ اظہار فرماتے کہ کارکنان کو یا تو احتجاج اور آزادئ ضمیر کا حق دو یا ان کی زبان کھلنے سے پہلے خود انکی ضرورت کا خیال رکھا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ کارکنان ہمیشہ ان کی نوازشاتِ کریمانہ سے متمتع ہوتے اور ان کی سرپرستی کو دل سے قبول کرتے۔ خاکسار تحدیثِ نعمت کے طور پر اس بات کا ذکر کرنا بھی مناسب خیال کرتا ہے کہ خاکسار کئی سال سے انچارج دفتر انصاراللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہا تھا۔ حضرت میاں صاحب نے پسند فرمایا کہ اس عاجز کی بھی حوصلہ افزائی کی جائے مگر عمر کے لحاظ سے ابھی میں انصاراللہ میں شامل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ نے 1971ء میں مجلس عاملہ مرکزیہ کے مشورہ سے خاکسار کو سیکریٹری برائے صدر نامزد فرمایا۔

حرفِ آخر:

خاکسار نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی زندگی کے ایک رُخ کو جو انصاراللہ سے متعلق ہے کے بارہ میں بعض امور نہایت اختصار کے ساتھ بیان کر کے ان کی شخصیت کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے درجات بلند فرمائے اور آپ خدا تعالیٰ کی جنت کی نعماء سے وافر حصہ پائیں۔ آپ کی اولاد میں محترم صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب، محترم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم صاحب، محترمہ صاحبزادی عائشہ امۃ الباقی صاحبہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھی حافظ و ناصر ہو اور وہ حضرت میاں صاحب کے نام کو ابدالآباد تک زندہ رکھیں۔ آمین۔

قرارداد تعزیت

بروفات حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

مجلس انصاراللہ برطانیہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سابق صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی وفات پر درج ذیل قرارداد تعزیت منظور کی:

"حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ۲۱ر جون ۲۰۰۴ء کی رات ۹۰ سال کی عمر میں ربوہ میں انتقال فرماگئے۔ آپ ۹ر مئی ۱۹۱۴ء کو حضرت امّ ناصر محمودہ بیگم صاحبہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ تعلیم کی ابتداء پرائمری سکول قادیان سے ہوئی۔ چار کلاسیں مکمل کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور مولوی فاضل کے امتحان میں یونیورسٹی بھر میں اوّل آئے۔ آپ نے اپنے بچپن اور جوانی میں قادیان میں ہاکی، کرکٹ، والی بال، ٹینس غرض ہر قسم کی کھیل میں حصہ لیا۔ قادیان کی ہاکی ٹیم کو پنجاب کی بہترین ٹیم سمجھا جاتا تھا اور آپ اس ٹیم کے کیپٹن تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ آپ کو تقریباً ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتے اور تعلیم و تربیت میں بھی گہری نظر رکھتے۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد اپنی زندگی وقف کردی۔ اور تحریک جدید سے اپنی گرانقدر خدمات کا آغاز کیا اور بطور وکیل الصنعت، وکیل زراعت، وکیل التبشیر والتجارت، وکیل الدیوان، وکیل اعلیٰ اور صدر مجلس تحریک جدید بھی خدمت کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ بھی رہے۔ بطور وکیل التبشیر آپ نے متعدد بیرونی ممالک کے دورہ جات کے دوران نظام جماعت مستحکم کیا اور مراکز تبلیغ اور مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں تاریخی امور سرانجام دیئے۔ جلسہ ہائے سالانہ ربوہ کے موقع پر خطابات بھی فرمائے۔ آپ نے بہت سی دیگر اہم ذمہ داریاں بھی لمبے عرصہ تک نہایت جانفشانی سے نبھائیں۔ آپ انجمن تحریکِ جدید کے صدر اور وکیل اعلیٰ بھی رہے۔ بیحد صائب الرائے اور دور اندیش واقع ہوئے تھے۔ عالم باعمل، شفیق منتظم اور اعلیٰ ذوق کے مالک تھے۔ ان کی شخصیت بڑی ہمہ گیر اور بے شمار خوبیوں سے مرصّع تھی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بھائی اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ماموں تھے۔ مجلس انصاراللہ انگلستان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اور حضرت میاں صاحب کے پسماندگان محترم صاحزادہ مرزا مجیب احمد صاحب، محترم ڈاکٹر مرزا خالد تسنیم صاحب اور محترمہ صاحبزادی عائشہ امۃ الباقی صاحبہ اور تمام افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آپکی اولاد کا بھی ہر لحاظ سے خود حافظ و ناصر ہو اور ان کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(مجلس انصاراللہ برطانیہ)

انصار ڈائجسٹ

مرتبہ
ناصر پاشا

اس کالم میں قارئین کی طرف سے موصول شدہ دلچسپ تحریرات اور مفید واقعات شامل اشاعت کئے جائیں گے جو قارئین خود لکھنا پسند فرمائیں یا اپنے زیر مطالعہ کسی کتاب یا رسالہ سے اخذ کرکے بھجوائیں۔ تحریر مختصر اور بحوالہ ہونی چاھئے۔ ھمارا پتہ ھے:

Ansar Digest, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL.　　e-mail: ansar_digest@yahoo.co.uk

مجلس انصار اللہ کی بنیاد

فروری 1911ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو عالم رویاء میں دکھایا گیا کہ ایک بڑے محل کا ایک حصہ گرایا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی ایک میدان میں ہزاروں پتھیرے بڑی تیزی سے اینٹیں پاتھ رہے ہیں آپ نے پوچھا کہ یہ محل کیا ہے اور یہ کون لوگ ہیں تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ محل جماعت احمدیہ ہے پتھیرے فرشتے ہیں اور محل کا ایک حصہ اس لئے گرایا جارہا ہے تا بعض پرانی اینٹیں خارج کر کے بعض کچی اینٹیں پکی کی جائیں اور نئی اینٹوں سے محل کی توسیع کی جائے۔ نیز معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہم کو بہت کم ہے اور فرشتے ہی اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر یہ کام کر رہے ہیں۔

اس خواب کی بناء پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک انجمن بنانے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کے ذریعہ احمدیوں کے دلوں میں ایمان کو پختہ کیا جائے اور فریضہ تبلیغ کو باحسن وجوہ ادا کیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے نہ صرف خود ہی استخارہ کیا بلکہ کئی اور بزرگوں سے استخارہ کروایا۔ کئی ایک دوستوں کو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات ہوئیں تب آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی اجازت سے ایک انجمن "انصار اللہ" کی بنیاد ڈالی اور اخبار بدر میں اس کا مفصل اعلان کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بیماری کے باوجود یہ مضمون شروع سے لے کر آخر تک مطالعہ فرمایا اور حضرت صاحبزادہ صاحب سے فرمایا "میں بھی آپ کے انصار اللہ میں شامل ہوں۔"

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 364-363)

دمہ کی دوا سے موتیا کا خطرہ

لندن کے ایک طبی ادارہ کے محققین ۳۱ ہزار افراد کے کوائف کی جانچ پڑتال کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سفوف کی شکل میں Inhaler کے ذریعہ سانس کی نالی میں داخل کی جانے والی سٹیرائیڈز سے بنی دوا کا طویل عرصہ تک استعمال موتیا کا باعث بن سکتا ہے۔ ۳۱ ہزار افراد میں ۵ء۱۱ فیصد افراد کو امراض چشم بھی لاحق تھے جبکہ ۵ء۷ کو آنکھوں کی کوئی بیماری نہیں تھی جبکہ یہ سب مریض سانس کے ساتھ سٹیرائیڈز استعمال کرتے تھے۔ اس تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ سانس کے ذریعہ لئے جانے والے سٹیرائیڈز کی مقدار جتنی زیادہ ہوگی آنکھوں میں موتیا اُترنے کا خدشہ اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ تاہم سٹیرائیڈز کے فوائد کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اس کے استعمال میں احتیاط سے کام لیا جائے اور سند یافتہ معالج کی زیرنگرانی ہی ایسی دوائیں استعمال کی جائیں۔

دل کے حملہ کی ذمہ دار "جین"

جاپان میں سائنسدانوں نے دو ہزار چھ سو افراد کے DNA کے نمونوں سے حاصل کردہ نتائج کے مشاہدہ کے بعد ایک جین (Gene) کی نشاندہی کر لی ہے جو اُن کے بقول دل کے حملہ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بعد میں قریباً اڑہائی ہزار صحت مند افراد سے حاصل کردہ DNA کے نمونوں سے بھی موازنہ کیا گیا جس نے مریضوں میں مذکورہ جینیاتی تبدیلی کی تصدیق کی۔

اس دریافت کے مطابق عارضِ قلب میں مبتلا ہونے والوں کی جینز میں ایک خاص قسم کی تبدیلی رونما ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں دل کو خون لے جانے والی شریانوں میں ورم یا سوج پیدا ہو جاتی ہے۔

برطرفی سے نوبیل پرائز تک

نوبیل پرائز کی ایک سو سالہ تاریخ میں شیریں عبادی پہلی مسلمان خاتون ہیں جو اس انعام کی مستحق قرار دی گئی ہیں۔ ۲۰۰۳ء میں ۱۶۵ امیدواروں میں سے انہیں امن نوبل پرائز کے لئے منتخب کیا گیا تھا جن میں عیسائی مذہبی راہنما پوپ جان پال کا نام بھی شامل تھا۔ شیریں عبادی ایران کی پہلی خاتون جج ہیں جنہوں نے ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء تک تہران میں سٹی کورٹ کے صدر کے طور پر بھی کام کیا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں عدلیہ نے انہیں ان کے عہدہ سے یہ دلیل دیتے ہوئے برطرف کر دیا تھا کہ خواتین بہت جذباتی ہوتی ہیں اس لئے ان کو ایسے عہدے نہیں دیئے جاسکتے۔

امن کی فاختہ

جون کے آغاز میں سری لنکا میں منعقد کی جانے والی ایک بین الاقوامی تقریب اُس وقت بدمزہ ہوگئی جب امن کے نشان کے طور پر اڑائی جانے والی فاختہ اُڑتے ہی گر کر مر گئی۔ یہ فاختہ پبلک سیکورٹی کے وزیر نے اڑائی تھی۔ خبر کے مطابق اُس وقت درجہ حرارت ۳۳ ڈگری سینٹی گریڈ تھا اور ہوا میں نمی اور گرمی بہت زیادہ تھی۔ پروگرام کے مطابق سات فاختائیں اُڑائی جانی تھیں۔ چونکہ ان پرندوں کو اڑانے سے پہلے قریباً نصف گھنٹہ نامناسب حالات میں انتظار کرنا پڑا اس لئے وہ بالکل بے جان ہوگئے۔

پہلا موبائل فون وائرس

گزشتہ شمارہ میں ہم نے کمپیوٹر وائرس کے بارہ میں بیان کیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اینٹی وائرس کمپنیوں کو اس قسم کا وائرس بھیجا گیا ہے جو موبائل فون کے ذریعہ بھی بھیجا جاسکتا ہے۔ ابھی تک یہ وائرس جس کا نام "کیبر" ہے، بے ضرر ثابت ہوا ہے لیکن ممکن ہے آئندہ موبائل فون بھی وائرس کی زَد میں آجائیں۔ ایسے فون کی سکرین پر لفظ "کیرائب" لکھا ہوا آجاتا ہے اور موبائل فون آن کرنے کی صورت میں وائرس از خود دوسرے فونوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ وائرس فون میں موجود دیگر نمبروں کو ختم کردے گا اور دیگر معلومات کو بھی مٹادے گا نیز خود بخود فون سے پیغامات بھیج سکے گا۔

ذیل میں دو ایسی دلچسپ خبریں ہدیۂ قارئین ہیں جو مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب نے آسٹریلیا سے اس کالم کے لئے ارسال کی ہیں:

ڈنمارک کا دہریہ پادری

کوپن ہیگن کے نزدیک ہی شمالی جانب ایک اکاون ہزار والی آبادی کا قصبہ ہے جس کا نام Taarbaek ہے۔ وہاں کے لوتھرن چرچ کے پادری کو وہاں کے بشپ نے دہریہ عقائد کا پرچار کرنے پر معطل کردیا ہے۔ جس کے خلاف اس نے حکومت کو اپیل کی لیکن حکومت نے بشپ کے حکم کو برقرار رکھا ہے۔

پادری صاحب کا نام Rev. Thorkild Grosboell ہے۔ انہوں نے 16 مئی 2004ء کو اپنے وعظ میں کہا تھا کہ نہ تو اب کوئی آسمانی خدا ہے نہ مرنے کے بعد کوئی اور زندگی ہے اور نہ ہی کوئی قیامت یا حساب کا دن ہوگا۔ خدا اپنی خدائی سے اپنے بیٹے یسوع مسیح کے حق میں دستبردار ہو چکا ہے یوں اس نے اپنی خدائی ہم انسانوں کے سپرد کردی ہے۔ اس لئے اب آسمانی حفاظت کی ضمانت باقی نہیں رہی اور نہ ہی خدا کا اپنی کائنات میں کوئی عمل دخل باقی رہا ہے۔ اب زمین پر خدائی بادشاہت ہم انسانوں نے خود ہی اپنے اندر قائم کرنی ہے اور اگر ہم ایسا کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو پھر اس کے بعد اور کچھ نہیں۔

پادری کو معطل کرتے ہوئے اس کے انچارج بشپ نے کہا ہے کہ یہ عقائد ہمارے حکومتی چرچ کے عقائد کے منافی ہیں۔ حکومت ڈنمارک نے بشپ کے فیصلہ کو درست قرار دیا ہے چرچ کا معاملہ حکومت کے پاس اس لئے پہنچا کہ اگرچہ ڈنمارک کی 85 فیصد آبادی کا تعلق لوتھرن چرچ سے ہے لیکن لوگ مذہب سے اتنے بے گانہ ہو چکے ہیں کہ صرف پانچ فیصد لوگ باقاعدگی سے چرچ جاتے ہیں۔ اس لئے پادریوں کی ملازمت کا معاملہ حکومت نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔

(ماخوذ از سڈنی مارننگ ہیرالڈ ۱۴ر جولائی ۲۰۰۴ء)

دنیا کا ہر مذہب جو اپنی بنیاد خدا سے آنے والے الہام پر رکھتا ہے وہ کسی نہ کسی شکل میں خدا کے وجود، حیات آخروی اور قیامت یا حساب کتاب کے دن پر ضرور ایمان رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان بنیادی عقیدوں پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کا کوئی مذہب بھی نہیں وہ دہریہ ہی ہو سکتا ہے۔

بچوں کی داستانِ عزم وہمت

آسٹریلیا کے شمال مشرق میں متعدد چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں جن میں آسٹریلیا کے قدیمی باشندے Aborigine آباد ہیں۔ چند روز قبل وہاں کا ایک باشندہ جو Badu Island کا رہنے والا تھا کسی دوسرے جزیرہ کی طرف اپنی کشتی پر مع بیوی بچوں اور عزیزوں کے جارہا تھا کہ کشتی میں نقص پڑ گیا اور وہ ڈوب گئی۔ اس نے خود ڈوبتے ہوئے اپنے بیٹے اور دو بیٹیوں کو اشارہ کیا وہ تیر کر نکل جائیں۔ چنانچہ بارہ سالہ لڑکا جس کا نام سٹیفن نونا اور اُس کی دو بہنوں نے جن کی عمریں دس اور پندرہ سال تھیں، سمندر میں چھلانگ لگادی۔ لڑکیاں اچھی تیراک نہ تھیں لیکن لڑکا ماہر تیراک تھا اگرچہ بچہ ہی تھا۔ بہرحال اس نے اپنی بہنوں کی بہت اچھی قیادت اور نگرانی کی اور سمندر کی لہروں کے رُخ پر تیرتا رہا جہاں لہریں نہ ہوتیں وہ آہستہ ہو جاتے۔ ایک کلومیٹر تیرنے کے بعد انہیں ایک چٹان نظر آئی تو یہ اس پر جا اترے یہاں کوئی سبزہ نہ تھا اور نہ کھانے پینے کی کوئی چیز تھی سردی کا موسم تیز ہوا کے جھونکے اور جسم پر قمیص اور نکر کے سوا کوئی لباس بھی نہ تھا بہر حال یہ تینوں چٹان کی اوٹ میں تین دن تک چھپے رہے اور اس عرصہ میں سمندر کا پانی اور کستورا مچھلی (Oyster) پتھروں سے توڑ کر کھاتے رہے۔ اس چٹان سے چار کلومیٹر دُور ایک جزیرہ Matu نامی نظر آتا تھا۔ چوتھے روز سٹیفن نے اپنی بہنوں کو کہا کہ ہمارے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اس جزیرہ پر پہنچ جائیں۔ چنانچہ اگلے روز صبح کے وقت انہوں نے سمندر میں چھلانگ لگادی اور شام تک جیسے تیسے وہاں پہنچ گئے۔ اس جزیرہ پر کوئی آبادی تو نہ تھی لیکن ایک ناریل کا درخت تھا جس سے ایک ناریل زمین پر گرا پڑا تھا۔ لڑکے نے اپنے دانتوں سے اس کا چھلکا اتارا اور یوں چار روز بعد کوئی چیز کھانے پینے کو میسر آئی۔ وہ تین دن اس جزیرہ پر پانچ ناریلوں اور کستورا مچھلی پر گزارا کرتے رہے۔ اب گھر سے نکلے انہیں ساتواں روز تھا کہ دُور سے کچھ لوگ ایک کشتی پر انہیں نظر آئے انہیں دیکھ کر وہ زور زور سے روتے ہوئے چلائے۔ اُن کو یقین تھا کہ اگر یہ انہیں نہ دیکھ سکے تو وہ زندہ نہیں بچیں گے۔ وہ لوگ بھی دراصل انہی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے اور ان بچوں کے چچا وغیرہ تھے۔ انہوں نے اِن کو دیکھ لیا اور گھر واپس لے آئے ان کی صحتیں کافی خراب ہیں اور والدین سے محرومی کا صدمہ بھی ہے۔ لیکن اُن کا یہ کارنامہ آج کی اخباروں میں پہلے صفحے پر شائع کیا گیا ہے۔

(ماخوذ شدہ مارننگ ہیرالڈ ۱۴ر جولائی ۲۰۰۴ء)

خلافت حقہ اور دعا کی قبولیت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اُس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اُس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

(منصب خلافت۔ صفحہ ۳۲)